Postal Reg. No.PB\0258\2002

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 51

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

شمارہ 23

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

The Weekly BADR Qadian

23 ربیع الاول 1423 ہجری / 5 احسان 1381 ہش / 5 جون 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 30 مئی 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور پر نور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'شہید اور شاہد' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

تیرے رب نے یہ فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ (بنی اسرائیل آیت 24 اور 25)

ترجمہ::۔ اور تیرے رب نے فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ (العنکبوت آیت نمبر ۹)

ترجمہ::۔ اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور (کہا کہ) اگر وہ تجھ سے جھگڑیں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے کوئی علم نہیں، تو پھر ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النساء:37)

ترجمہ::۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال سالت النبى صلى الله عليه وسلم: اى العمل احب الى الله تعالى قال الصلوٰة على وقتها. قلت ثم اى؟ قال بر الوالدين. قلت ثم اى قال الجهاد فى سبيل الله (بخاری۔ مسلم بحوالہ ریاض الصالحین باب بر الوالدین وصلۃ الارحام صفحہ ۲۰۶)

ترجمہ::۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کو کونسا عمل زیادہ پسندیدہ ہے فرمایا نماز کا وقت میں ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايجزى ولد والدا الا ان يجده مملوكا فيشتريه فيعتقه (مسلم)

ترجمہ::۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بیٹا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ ہاں جب اس کو غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کردے۔

وعنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال رغم انف ثم رغم انف ثم رغم انف من ادرك ابويه عند الكبر احدهما او كلاهما فلم يدخل الجنة (مسلم)

ترجمہ::۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس شخص کا ناک غبار آلود ہو پھر اس شخص کا ناک غبار آلود ہو جائے پھر اس شخص کا ناک غبار آلود ہو جائے (یعنی وہ شخص ذلیل ہو) جو اپنے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بنے۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کرسکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی، اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت و وفاداری کے رنگ میں خدا، رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔ ☆☆

(ملفوظات جلد اول صفحہ 96-295)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

کاش ایسا ہو سکے!

گزشتہ دنوں ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل پر بھارت کے سابق وزیراعظم جناب آئی کے گجرال کے ساتھ بعض اور حضرات کے مابین موجودہ حالات پر گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ گجرال صاحب نے جس اعتدال پسندی اور فراخدلی سے سوالات کے جواب دئے ان سے ان کی سیاسی بصیرت اور دوراندیشی کا پتہ چلتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ چونکہ پاکستان انتہاپسندی سے باز نہیں آرہا اور آئے دن کسی نہ کسی ڈھنگ سے ہم پر حملے کر رہا ہے تو کیوں نہ جنگ کے ذریعہ اس کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ جواباً گجرال صاحب نے کہا کہ پاکستان بھی ہماری ہی طرح اپنی پیدا کردہ انتہاپسندی کا شکار ہے اور یہ بات بہت غنیمت ہے کہ اب جنرل مشرف نے سابقہ حکمرانوں کی ڈگر سے ہٹ کر انتہاپسندی سے لڑنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اور حال ہی میں پاکستانی انتہاپسندی کو وارننگ دی ہے کہ کشمیر کے نام پر انتہاپسندی اور دہشت گردی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ لہذا بجائے اس کے کہ ہم پاکستان کے خلاف کوئی محاذ کھول لیں کیوں نہ ہم پاکستان کے ساتھ مل بیٹھ کر کوئی ایسا راستہ نکالیں کہ دونوں ملک انتہاپسندی سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ بقول گجرال صاحب کے یہ بہت اچھا موقع ہے کہ پاکستان نے بھی اب انتہاپسندی کے درد کو محسوس کر کے اس کے خلاف ایکشن لینے کا عزم کیا ہے۔ لہذا ایسے ماحول سے ہم کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

دوسرا سوال آپ سے یہ کیا گیا کہ کیا بھارت نے پاکستانی ہائی کمشنر کو واپس بھیج کر اور مذاکرات کے دروازہ کو بند کر کے اچھا کیا ہے؟ اس کے جواب میں گجرال صاحب نے کہا کہ میرا تو یقین ہے کہ چاہے دشمن کا ہی گھر ہو، دروازہ چاہے بند کر لیں، کھڑکی کبھی نہیں بند کرنی چاہئے۔ اگر آپ دروازہ بند کر لیں گے تو آپ کو کیا پتہ چلے گا کہ پڑوسی چاہے دشمن ہی ہو اس کے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ لہذا میرا خیال ہے کہ مذاکرات کے سلسلہ کو چاہے کسی بھی سطح پر کیوں نہ ہو جاری رہنا چاہئے۔

ایک مزید سوال سابق وزیراعظم آئی کے گجرال سے یہ کیا گیا کہ امریکہ اگرچہ ٹیرورازم کے خلاف ہے اور دن رات ٹیرورازم کو نیست و نابود کرنے کی دہائی دیتا رہتا ہے لیکن جب پاکستانی ٹیرورازم سامنے آتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ مصلحت انگیزی سے خاموش ہو جاتا ہے۔ یا اس کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ لہذا کیا ہماری سرکار کو امریکہ کے اس رویہ کے خلاف احتجاج نہیں کرنا چاہئے؟ جواباً گجرال صاحب نے کہا کہ پاکستان نے امریکی قوم کو اپنے ملک میں آنے اور لڑنے کی اجازت دی ہے ہم نے تو نہیں دی۔ پاکستان نے امریکہ کو فوجی اڈے دئے ہیں ہم نے تو نہیں دئے۔ پاکستان نے امریکہ کو اپنے ملک سے طالبان کے خلاف کاروائی کرنے کی اجازت دی ہے اور حمایت دی ہے ہم نے تو نہیں دی۔ جب امریکہ کے اس قدر مفادات پاکستان سے وابستہ ہیں تو پھر پاکستانی ٹیرورزم کے وقت امریکہ کا آنکھیں بند کر لینا یا نرم لہجہ اختیار کرنا اس کی اپنی سیاسی ضرورت ہے اور سیاست میں ہمیشہ مفادات پر بات ہوتی ہے۔ لہذا ہمارا امریکہ سے شکوہ کرنا یا کسی قسم کا احتجاج کرنا بے معنی سی بات ہے۔

یہ وہ خلاصہ ہے اس گفتگو کا جو جناب اندر کمار گجرال نے کی اور جس کو سن کر ایسا محسوس ہوا کہ کاش بھارت کے سب سیاسی لیڈر ایسی ہی اعتدال پسندی اور سیاسی سوجھ بوجھ کے مالک ہو جائیں۔ اکثر سیاسی لیڈران جو سیاسی بصیرت سے بے بہرہ اور عاری ہیں انجام کی پروا کئے بغیر بلاوجہ جنگ کے راگ الاپے جا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کا کہنا یہ ہے کہ جنرل مشرف نے اپنے کئے ہوئے وعدے کو کہ وہ انتہاپسندی پر نکیل کس رہے ہیں باوجود چار ماہ گزر جانے کے پورا نہیں کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مشرف نے جس دہشت گردی کو ختم کرنے کا عزم کیا ہے وہ پاکستان میں کم از کم پچیس سال پرانی ہے۔ اور تین دہائیوں پر مشتمل یہ دہشت گردی نہ صرف پورے پاکستان میں بلکہ اس ریجن میں اپنے زہریلے بیج بکھیر چکی ہے اور اس کی جڑیں اسقدر مضبوط ہو چکی ہیں کہ اسے ختم کرنا چند سال کا کام نہیں ہے۔ جبکہ کچھ مخصوص طبقۂ فکر کے ملاؤوں کی سرپرستی بھی انہیں حاصل ہے جو اس دہشت گردی کو مذہبی لبادہ پہنا کر عوام کے مذہبی جذبات کو ہائی جیک کر چکے ہیں۔ لہذا اس دہشت گردی کے خلاف مسلسل کئی سال محنت کرنا ہوگی۔ کیونکہ جتنی محنت جنرل ضیاء الحق نے اس کو پھیلانے میں لگائی تھی اس سے کہیں زیادہ سخت محنت اس کو جڑ سے اکھیڑنے میں لگے گی وہ بھی اس صورت میں جبکہ ریجن کے تمام ممالک مل کر اس تعلق میں کام کریں۔ غور کیجئے کہ گودھرا کانڈ کے بعد گجرات میں ہونے والی دہشت گردی کو ہم چاہتے ہوئے بھی اب تک ختم نہیں کر سکے۔

جہاں تک کشمیر کے لوگوں کی بے چینی اور حریت کے لیڈروں کا تعلق ہے تو انہیں بھی مکمل اعتماد میں لینے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم پاکستان سے مذاکرات کرنے یا نہ کرنے کی بات تو اکثر کرتے ہیں لیکن کشمیر کے وہ لوگ جو اس سلسلہ میں براہ راست ملوث ہیں ان سے کبھی کھل کر بات نہیں کی گئی۔ ان کو مکمل طور پر اعتماد میں لینے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس تعلق میں دوطرفہ کمی رہی ہے۔ اگر دہلی کے حکام نے فراخدلانہ رویہ نہیں دکھایا تو دوسری طرف جب بھی مذاکرات کی چرچا ہوئی ہے تو حریت کے مختلف گروپس سے وابستہ بعض انتہاپسندوں نے فوری طور پر ایسا ماحول بنا دیا جس سے بنتے ہوئے سازگار ماحول کو نقصان پہنچا ہے۔ لہذا جہاں دہلی کی انتظامیہ کیلئے حریت کے تعلق سے اپنے رویہ میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے وہیں حریت لیڈران کو بھی چاہئے کہ وہ سب ملکر سازگار ماحول بنانے میں تعاون دیں۔ اگر پاکستان انتہاپسندی پر واقعی نکیل کس سکے اور کشمیر کے لیڈران اور دہلی انتظامیہ مل بیٹھ کر اس مسئلے کو سلجھانے میں صاف نیت ہوں تو نہ صرف یہ کہ مستقبل قریب میں ضرور اس مسئلہ کا حل نکل جائے گا بلکہ ہندو پاک کے غریب اور بھوک پیاس وافلاس سے جوجھتے ہوئے عوام کو جنگوں سے نجات بھی مل جائے گی۔

بڑی عجیب بات ہے کہ ہندوپاک پر جب بھی جنگ کے خوفناک بادل منڈلانے لگتے ہیں تو یورپ کے ممالک ہمیں ہماری اوقات اور غربت کی یاد دلا کر جنگ سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور ہم اپنے غریب عوام کی پرواہ کئے بغیر صرف اپنی انا کی تسکین کی خاطر باوجود اپنی ناطاقتی کے جنگ جیسی عیاشی سے پرہیز نہیں کرتے۔ ہم پچاس سال سے جنگ اور دفاع پر اپنے ملک کی اقتصادیات کا ایک بڑا حصہ ختم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ سوچئے! غور کیجئے!! کیا دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ضروری نہیں ہو گیا ہے کہ ہم اپنے منفی طرز فکر کو بدلنے کی کوشش کریں؟...... کاش ایسا ہو سکے!!! (منیر احمد خادم)

آپ کے خطوط...... آپ کی رائے

جنگ بچوں کا کھیل نہیں

آج کل برصغیر کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہندوستان کی سرحد پر جھڑپیں جاری ہیں۔ ایسے نازک اور تشویشناک حالات میں ہمارے ملک کے بعض تبصرہ نگار ٹی وی چینلوں پر ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جنگ کروانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور جنگ کے شعلوں پر اپنی روٹیاں سینکنا چاہتے ہیں۔

میں اپنے ان دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیس کے سب سے عظیم لیڈر مہاتما گاندھی جی نے اپنے دیس واسیوں کو ہمیشہ عدم تشدد اور صبر کی تعلیم دی ہے۔ اسی عدم تشدد کے ذریعہ گاندھی جی اس وقت دنیا کی سب سے طاقتور انگریز حکومت کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور آج تک ساری دنیا گاندھی جی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اگر آج خدانخواستہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ ہوتی ہے تو اس وقت جتنا نقصان دہشت گردی کے نتیجہ میں ہو رہا ہے اس سے کئی گنا زیادہ جنگ میں ہوگا۔ خدا جانے کتنی جانیں موت کا شکار ہو جائیں گی۔ کتنا مال و کاروبار تباہ ہو جائے گا۔

یہ خیال کرنا غلط ہے اگر جنگ ہوئی تو وہ صرف تقلیدی ہتھیاروں تک محدود رہے گی۔ اور ایٹمی ہتھیار استعمال نہ ہوں گے اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہمیں جاپان کے شہر ہیروشیما کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دوسری جنگ عظیم میں جب امریکہ نے اس شہر پر بم گرایا تھا تو چند منٹوں میں دو لاکھ افراد ابدی نیند سو گئے تھے۔ اڑھائی لاکھ زخمی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور آج تک ایٹمی اثرات ان کے جسموں پر نسل در نسل موجود ہیں۔

پھر یہ بات بھی کوئی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ جنگ کے بعد دہشت گردی کا خاتمہ ضرور ہو جائے گا۔ گزشتہ دنوں اسرائیل نے فلسطینی علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا لیکن اس کے باوجود دہشت گردی اسی طرح جاری ہے۔ امریکہ نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی مگر دہشت گردی کا مکمل خاتمہ ابھی تک نہیں ہوا۔

پھر یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اس سے پہلے بھی بھارت اور پاکستان کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں مگر دہشت گردی کا خاتمہ اب بھی نہ ہوا۔ الٹا دونوں ملکوں کو بھاری جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ باوجود تینوں جنگوں میں بھارت کی جیت کے دہشت گردی کا ناگ پھر کسی نہ کسی شکل میں سر اٹھا لیتا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں اگر دو خاندانوں میں لڑائی ہو جائے تو پولیس بھی بات چیت کے ذریعہ صلح و صفائی کا مشورہ دیتی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے نادان دشمن کو بڑی حکمت سے بات چیت کی میز پر لا کر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہئے۔

اب یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا پھر بھارت دہشت گردی کو اسی طرح برداشت کرتا رہے اور کچھ نہ کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری حکومت کو اپنی پولیس اور حفاظتی دستوں اور فوج اور جاسوسی نظام کو پہلے سے بڑھ کر فعال چوکس اور بیدار بنانا چاہئے۔ جاسوسی کا نظام اس حد تک فعال اور متحرک ہو کہ کسی واردات و حادثہ سے پہلے اس کا علم حاصل ہو جائے۔ اور دہشت گردوں کو اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ہی گرفتار کر لینا چاہئے۔ جنگ کسی تنازعہ کا حل نہیں۔ (کرشن احمد قادیان)

اعلان نکاح

مؤرخہ 16-5-2002 کو محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم قضاء قادیان نے عزیز ابراہیم احمد صاحب ابن مکرم چودھری خورشید احمد صاحب پر بھاکر درویش قادیان کا نکاح ہمراہ عزیزہ صالحہ طیبہ بنت مکرم منیر احمد صاحب خادم مدیر ہفت روزہ بدر قادیان پڑھا۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔ اعانت بدر -/100 (ادارہ)

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ قوی و عزیز ہے وہ اپنے انبیاء کی نصرت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور کوئی اسے اپنی مراد کے حصول سے روک نہیں سکتا۔

سنت اللہ یہی ہے کہ رسول آخر کار غالب ہو ہی جاتے ہیں۔

اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔

مجلس مشاورت کے تعلق میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۹ /مارچ ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۹ /امان ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز سے متعلق خطبات کا جو سلسلہ جاری ہے وہ آج بھی رہے گا اور غالباً اگلے جمعہ تک بھی جاری رہے گا۔ لیکن اس خطبہ میں درمیان میں ایک مجلس شوریٰ کی بات آپڑی ہے۔ مجلس مشاورت ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے اور باقی بہت سے ممالک میں کثرت سے یہ دن مشاورت کے ہیں، مشاورتیں منعقد ہو رہی ہیں۔ ان سب کے لئے ایک ہی خطبہ ہوگا یعنی جو خطبہ میں ربوہ والوں کے لئے دے رہا ہوں وہی خطبہ باقی دوسرے افریقہ وغیرہ کے ممالک پر بھی چسپاں ہوگا۔

پہلی آیت کریمہ ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا. وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا. وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ (سورة الفتح : ۱۹۔ ۲۰)

یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر سکینت اتاری اور انہیں ایک فتح قریب عطا کی۔ اور بہت سے اموالِ غنیمت بخشے جو وہ حاصل کر رہے تھے۔ اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے مقام سے جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ حزن اور غم کی کیفیات سے دوچار، اپنے گھروں سے دُور اپنی قربانیاں حدیبیہ کے مقام پر ذبح کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے تو اُس وقت نبی کریم ﷺ پر ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ سے لے کر ﴿صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾ تک کی دو آیات نازل ہوئیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: مجھ پر ایسی دو آیات نازل ہوئی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ پیاری ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو بتا دیا ہے کہ وہ آپؐ کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا مگر وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کی یہ آیت نازل فرمائی ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (تاکہ وہ داخل کرے مومنوں کو اور مومنات کو ایسی جنات میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں)۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"صحابہؓ بہت سعید تھے۔ وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے تو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔ ایمان بالغیب کے انعامات۔

(۱)...... اللہ تعالیٰ راضی ہوا ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ مومنین کہلائے۔

شیعہ اس مقام پر غور کریں جو صحابہؓ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ سے ظاہر ہے کہ ان کے دلوں میں بھی خلوص ہی بھرا ہوا تھا"۔ یعنی اللہ کو تو معلوم تھا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اس لئے وہ منافق بہر حال نہیں تھے۔

(۲)...... "خیبر کی فتح ﴿وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾"۔ خیبر کی فتح بھی ان کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کے بعد اور بھی قریب کی فتحیں مقدر ہیں۔

(۳)...... "بہت سی غنیمتیں ملیں ﴿مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا﴾۔

(۴)...... سکینہ کا نزول ﴿فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ﴾۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سے ﴿اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ﴾ کے معنی حل ہوتے ہیں"۔ اب یہ بہت ہی لطیف نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ جو آتا ہے کہ تابوت ان کے ساتھ تھا۔ فرمایا تابوت سے مراد دل ہے ﴿تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ وہ دل جن کو فرشتہ صفت لوگ سینے میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ پس یہ عظیم نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے حل فرمادیا۔

(تشحیذالاذہان۔ جلد ۷ نمبر ۴۔ صفحہ ۱۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"وہی شرائط جو اس وقت نقصان دہ اور موجب ہتک معلوم ہوتی تھیں، اس عظیم الشان فتح کا موجب ہو گئیں۔ جو مسلمان مرتد ہوتا وہ تو نبی کریم ﷺ اور ان کی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اس کے جانے سے انہیں کیا نقصان۔ اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا وہ مکہ میں رہتا تو دوسروں کی ہدایت کا موجب بنتا۔ پھر یہ فائدہ ہوا کہ ابو بصیر مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی مکہ سے اس کو پکڑنے کے لئے روانہ ہوئے جب حضور رسالتِ مآب میں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ ابو بصیر واپس چلا جائے۔ اس نے بہتیرے عذر کئے۔ مگر آپؐ نے فرمایا: ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کریں گے۔ راستہ میں اس نے اپنے محافظ مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لے کر ایک کو مار دیا۔ دوسرا ادھر فریاد کرتا ہوا آیا۔ ابو بصیر بھی پہنچ گیا۔ آپؐ نے اُسے کہا۔ تُو لڑائی کرانا چاہتا ہے میں تجھے واپس بھجوا دوں گا۔ یہ سن کر وہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک جگہ پر ڈیرہ بنالیا۔ اب جو مسلمان ہوتا مکہ سے بھاگ کر ان کے پاس آجاتا اور رفتہ رفتہ ان کی ایک جماعت بن گئی۔ چونکہ وہ مکہ والوں کے نکالے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اخراجاتِ خوراک وغیرہ کے لئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح پر یہ شرط ان مشرکین کے لئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے کہ آپؐ اپنے آدمیوں کو بلوالیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم:-ان فہرستوں کے لکھوانے کا فائدہ یہ ہوا کہ خزاعہ پر جو نبی کریم ﷺ کی حمایت میں تھے بنو بکر وائل نے حملہ کیا اور مشرکین نے ان کا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ خزاعہ میں سے دو آدمی نبی کریم ﷺ کے حضور فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ ادھر مکہ والوں نے بھی اپنا ایک سردار بھیج دیا کہ معاہدہ نئے سرے سے ہو کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔ اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انہوں نے اپنے عمل اور اپنے قول سے توڑ دیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی اور اس طرح پر خدا کا کلام اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پورا ہوا اور اسی فتح کے ذریعے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے جو آپ کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے۔"

(تشحیذ الاذہان۔ جلد ۷ نمبر ۴ صفحہ ۱۸۱۔۱۸۲)

سورۃ الحدید کی آیت ہے:﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾(سورۃ الحدید:۲)۔ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"کیا بادل، کیا ہوا، کیا آگ، کیا زمین، سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاو قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔ کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدوجزر خود بخود نہیں۔ خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو، سو ہو گیا۔" (کشتی نوح۔ صفحہ ۲۹۔۳۰)

سورۃ المجادلہ کی دو آیات ہیں ۲۱۔۲۲:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾۔

(سورۃ المجادلہ:۲۱۔۲۲)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری کتاب المغازی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس نے اپنے حزب کو غالب کیا اور اپنے بندہ کی نصرت کی اور اس اکیلے نے احزاب کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بعد کوئی شے نہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں:

"افضل طور پر تمام رسولوں کا غلبہ حجت اور دلائل سے متعلق ہے سوائے اس کے کہ ان میں سے بعض نے دلائل کے غلبہ کے ساتھ تلوار کا غلبہ بھی شامل کر دیا ہے۔ لیکن بعض انبیاء کے ساتھ یہ صورت حال نہیں"۔ یعنی تلوار کا غلبہ ان کو حاصل نہیں ہوا لیکن دلائل کا غلبہ ہوا۔

"اس کے بعد فرمایا "قَوِيٌّ" کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی نصرت کرنے کی قوت رکھتا ہے اور وہ "عَزِيْزٌ" یعنی غالب ہے اور کوئی اسے اپنی مراد کے حصول سے روک نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے سوا سب ممکن الوجود ہیں اور اللہ واجب الوجود ہے جو ممکن الوجود پر غالب ہوتا ہے"۔(تفسیر کبیر رازی)

ممکن الوجود اور واجب الوجود کے دو محاورے ہیں۔ ممکن الوجود وہ ہے جس کا وجود ہونا ممکن ہے۔ اور واجب الوجود جس کے وجود کے سہارے باقی وجود لٹکے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور دوسرے سب جو موجود ہیں وہ سب ممکن الوجود ہیں۔

علامہ ابوالفضل شہاب الدین آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"﴿لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ یعنی حجت اور تلوار یا اس کے متبادل کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ غالب آئیں گے۔ رسولوں کے غلبہ میں یہ بات کافی ہے کہ حجت کے علاوہ ان رسولوں کے زمانہ میں حقانیت ثابت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے دشمنوں کو مختلف قسم کے عذابوں سے ہلاک فرمادیا۔ جیسے قوم نوح، قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ اور ہمارے نبی ﷺ کے مخالفین کو جنگوں کے ذریعہ ہلاک کیا۔ اگرچہ ان جنگوں کے نتائج بعض دفعہ (ڈول کی طرح) ناموافق بھی رہے لیکن انجام کار آنحضرت ﷺ کو ہی غلبہ حاصل ہوا۔

اسی طرح آپ کے بعد آپ کے متبعین کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے۔ جب ان کا جہاد رسولوں کے جہاد کی طرح خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ ملک، سلطنت اور دُنیوی اغراض کے لئے نہ ہو تو ایسے مجاہدین غالب اور منصور رہیں گے۔ تاہم بعض مفسرین نے صرف دلائل کا ہی غلبہ مراد لیا ہے۔ لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے۔(تفسیر روح المعانی)

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی آیت ہذا کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ میں ﴿اَنَا﴾ تاکید کے لئے ہے۔﴿رُسُلِيْ﴾ یعنی میرے رسولوں میں سے بعض کو جنگوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ پس وہ جنگوں میں غالب آئے اور ان میں سے بعض کو دلائل کے ساتھ بھیجا گیا۔ پس وہ دلائل کے ساتھ غالب آگئے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ مومنوں نے کہا "اللہ نے اگر ہم پر مکہ اور طائف اور خیبر اور ان کے علاوہ ارد گرد کے علاقوں کو فتح کر دیا ہے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فارس اور روم پر بھی غالب کر دے گا۔ اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ کیا تم روم اور فارس کو ان بستیوں کی طرح سمجھتے ہو جن پر تم غالب آئے ہو۔ خدا کی قسم اہل فارس اور اہل روم تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور ان کی گرفت بھی سخت ہے کہ تم ان کے بارے میں یہ سوچ سکو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ اور اسی طرح کی یہ ایک اور آیت یعنی ﴿لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ نازل ہوئی"۔(تفسیر الجامع لاحکام القرآن)

PRIME AUTO PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador & Maruti
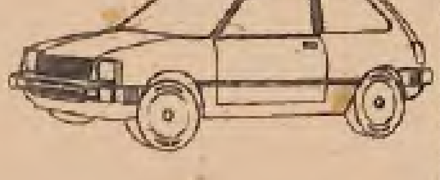
P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ☎2370509

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش: 237-0471'237-8468

ارشاد نبوی ﷺ
السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو
طالب دعا
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

یعنی یہ دو آیات ہیں جن کے ذریعہ اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول بہر حال غالب ہونگے اور اس کے علاوہ ان کے جُند جو ان کے ساتھ ہیں وہ بھی ضرور غالب آئیں گے۔ فتح مکہ کے ساتھ ہی فتح فارس کی خوشخبری بھی عطا کردی گئی تھی۔

الحق دہلی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا مقرر کر چکا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب ہوتے رہیں گے۔ یہ آیت بھی ہر ایک زمانہ میں دائر اور عادت مستمرہ الٰہیہ کا بیان کر رہی ہے۔ یہ نہیں کہ آئندہ رسول پیدا ہوں گے اور خدا اُنہیں غالب کرے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ہو حال یا اِستقبال یا گزشتہ۔ سنّت اللہ یہی ہے کہ رسول آخر کار غالب ہی ہو جاتے ہیں۔" (الحق دہلی۔ صفحہ ۲۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔" (نزول المسیح۔ صفحہ ۲،۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مَیں خدا سے یقینی علم پاکر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور ان کے سجادہ نشین اور ان کے مُلہم اکٹھے ہو کر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا اُن سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجب آیتِ کریمہ ﴿کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾ میری فتح ہو۔" (ضمیمہ انجام آتھم۔ صفحہ ۵۷،۵۸)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات پیش کرتا ہوں:۔

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ ۔ قُلِ اللّٰہُ حَافِظُہٗ ۔ عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُکَ ۔ نَحْنُ نَزَّلْنَاہُ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ۔ اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ وَیُخَوِّفُوْنَکَ مِنْ دُوْنِہٖ ۔ اَئِمَّۃُ الْکُفْرِ ۔ لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ ۔ اِنَّ یَوْمِیْ لَفَصْلٌ عَظِیْمٌ ۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ ۔ بَصَائِرُ لِلنَّاسِ ۔ نَصَرْتُکَ مِنْ لَّدُنِّیْ ۔ اِنِّیْ مُنَجِّیْکَ مِنَ الْغَمِّ ۔ وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۷،۲۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ ہے:

مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھادیں۔ کہہ خدا اُس نُور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے۔ اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ اور تجھ کو اَور اَور چیزوں سے ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایان کفر ہیں۔ مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور بُرہان اور قبولیت اور برکت کے رُو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ یعنی مناظرات و مجادلات و بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔

پھر فرمایا کہ میرا دن حق اور باطل میں فرق بیّن کرے گا۔ خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔ یہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ مَیں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔ مَیں خود تیرا غم دور کروں گا اور تیرا خدا قادر ہے۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۷،۲۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)۔ (تذکرہ صفحہ ۱۰۷،۱۰۸۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اب الہام ہے ۱۴ر اگست ۱۹۰۳ء کا: "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ جَنَّتْ فَضْلُ الْفَتْحِ"۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵)

ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی طرف سے ہے: "اللہ نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ تو فتح کے موقعہ پر آیا"۔ (تذکرہ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے ۲۰ر اگست ۱۹۰۳ء "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ"۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۸ر اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۵۳)

ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ہے:

"خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے"۔

(حقیقۃ الوحی ۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۵،۷۶۔ تذکرہ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہے:

"اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ ۔ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ اُرِیْکَ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ۔ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۔ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ ۔ کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ ۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۵،۷۶)

اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خود ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے:۔

"مَیں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔ قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا۔ اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگاہ رکھوں گا۔ اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۵،۷۶۔ تذکرہ صفحہ ۱۲۹،۱۳۰ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر سورۃ الممتحنہ کی چھٹی آیت ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾۔ (سورۃ الممتحنہ:۶)

اے ہمارے ربّ! ہمیں ان لوگوں کیلئے ابتلاء نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تو کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

﴿ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۔ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (سورۃ الحشر:۲۵)

وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا۔ پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصوّر ہے۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا کثرت سے پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

صاحبِ حکمت ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ الحشر کی آیت ﴿هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۔يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَهُوَالْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ﴾ (الحشر :۲۵) کی تفسیر کے تحت ﴿اَلْعَزِيْز﴾ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ ﴿اَلْعَزِيْزُ﴾ سے مراد یا تو وہ ذات ہے جو بے نظیر ہو یا وہ ذات ہے جو غالب اور قاھر ہو۔(رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”اسی کے ایسے نام ہیں کہ تمام خوبیوں پر شامل ہوں۔ اسی کی تسبیحیں کرتی اور اسی کی پاک اور کامل ترین ہستی کو تمام وہ چیزیں جو آسمان وزمین میں ہیں ثابت کرتی ہیں۔ وہ غالب جس کے تمام کام حکمتوں پر مبنی ہیں۔“(تصدیق براهين احمديه. صفحه ۲۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کو پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے، تمام نیک نام جہاں تک خیال آسکیں، سب اُسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا ﴿يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی. صفحه ۲۱)

اب چند الفاظ مجالس شوریٰ کے متعلق۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا اس وقت پاکستان میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہے اور ناظر صاحب اعلیٰ نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ اس موقع پر چند باتیں شوریٰ سے متعلق بیان کروں۔ اس سلسلہ میں سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۰ پیش کرتا ہوں۔ باقی مختلف ممالک میں بھی اس وقت مجالس شوریٰ ہو رہی ہیں ان سب کے لئے مضمون واحد ہے۔

سورۃ آلِ عمران: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ . وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَاانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ. فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ . اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾(سورة ال عمران :۱۶۰)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب، تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

پھر سورۃ الشوریٰ میں ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ. وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ .وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾(سورة الشورىٰ:۳۹)

اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

(سنن الترمذى ابواب فضائل الجهاد باب ما جاء فى المشورة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارہ میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی، یا ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے آپؐ سے کچھ سنا ہو تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ایسے معاملہ کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا۔ اور اس معاملہ کے بارہ میں ان سے مشورہ کرنا، اور ایسے معاملہ کے بارہ میں فردِ واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا (کہ اگر ان میں سے کوئی ایک رائے ایسی دے جو باقی آراء کے خلاف ہو تو اس رائے کو چھوڑ دینا اور جس پر زیادہ آراء اکٹھی ہو جائیں ان کو قبول کرنا)۔ (كنز العمال. حديث نمبر ۴۱۸۸، جلد ۲، صفحه ۳۴۰)

یہ جو کثرت رائے کی وونگ ہوتی ہے وہ اسی حدیث پر مبنی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اُسے امین ہونا چاہئے۔ (سنن ابن ماجه. كتاب الادب. باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اُسے چاہئے کہ اُسے مشورہ دے۔

(سنن ابن ماجه. كتاب الادب. باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)

اب یہ ضروری ہے کہ جب مشورہ مانگا جائے تو پھر مشورہ ضرور دینا چاہئے۔ اس میں اپنا اختیار نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احباب جماعت سے مشورہ طلب کرنے کے بارہ میں ایک اَور روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض امور جب پیش آئے تو آپ سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلا لیتے کہ مشورہ کرنا ہے۔ کسی جلسے کی تجویز ہوتی تو یاد فرمالیتے“۔ اور یہاں تک کہ ”کوئی اشتہار شائع کرنا ہوتا تو (تب بھی) مشورہ طلب کر لیا کرتے تھے“۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء. صفحه ۱۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”افسوس ہے کہ بعض لوگ پہلے مشورہ نہیں لیتے۔ مشورہ ایک بڑی بابرکت چیز ہے۔ اس پر حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ خود اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ مشورہ کیا کرے تو پھر دوسروں کے لئے یہ حکم کس قدر زیادہ تاکیدی ہو سکتا ہے۔ آجکل لوگوں کا حال یہ ہے کہ یا تو مشورہ پوچھتے نہیں یا پوچھتے ہیں تو پھر مانتے نہیں“۔

اب یہ ہمارا تجربہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہی ہوتا ہے۔ مشورہ اگر پوچھا جائے اس سے جو اُن کے نزدیک صاحبِ عدل ہے تو اس کا مشورہ پھر ضرور مان لینا چاہئے۔ یا مشورہ مانگو ہی نہ۔ جب مشورہ مانگ لیا تو پھر اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

”حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر ایسی بات کی لوگ سزا بھی پاتے ہیں۔ ایسوں کے حالات سے زیادہ تر وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عبرت حاصل کریں۔“

(بدر. جلد۷، نمبر۱۶. صفحه ۱۴. بتاريخ ۲۳/اپريل ۱۹۰۸ء)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

سووینیر خدام الاحمدیہ بھارت

امسال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اپنے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ایک سووینیر شائع کر رہی ہے۔ انشاء اللہ۔ جملہ قائدین علاقائی و قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ اپنی اور اپنی مجلس عاملہ کی ایک تصویر نیز اپنی مجلس کی گزشتہ سالوں کی کارگزاریوں کی اہم تصاویر و مساعی پر مختصر رپورٹ تیار کر کے ۱۵/جون ۲۰۰۲ تک دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو بھجوادیں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

نماز باجماعت کی اہمیت

مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نماز باجماعت کا پابند بنانے کی کوشش کریں

……ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ……

حقیقت یہ ہے کہ مذہب کا اہم ترین حصہ جو اسکے لئے دل و دماغ کی حیثیت رکھتا ہے عبادت الٰہی ہی ہے۔ اگر عبادت الٰہی کو ترک کر دیا جائے تو مذہب صرف رسم و رواج کا نام بن کر رہ جائے گا اور خدا تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ محض ایک ڈھکوسلہ ہوگا۔ اس لئے

……مومنوں کی پہلی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی خود بھی باجماعت نماز ادا کرتے ہیں جس کی طرف یقیمون کا لفظ اشارہ کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ گویا بحیثیت جماعت وہ نمازوں کی ادائیگی کا ہمیشہ التزام رکھتے ہیں۔ اگر یہاں صرف انفرادی نمازوں کا ذکر ہوتا تو یصلون کہنا کافی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے یصلون کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ یقیمون الصلوٰۃ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کے اور مقامات میں بھی اقیموا الصلوٰۃ یا اقاموا الصلوٰۃ کے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں اور اقامت ہمیشہ باجماعت نماز میں ہی ہوتی ہے۔ پس مومنوں کی ایک بڑی علامت اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں اور نہ صرف خود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ خود تو نماز کے بڑے پابند ہوتے ہیں مگر اپنے بیوی بچوں کے متعلق کوئی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اگر ان کے دل میں سچا اخلاص ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی بچے کا یا بیوی کا یا بہن بھائی کا نماز چھوڑنا انسان گوارہ کر سکے۔

……غرض اقامت صلوٰۃ ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے اور اس میں خود نماز پڑھنا، دوسروں کو پڑھوانا اور اخلاص اور جوش کے ساتھ پڑھنا، باوضو ہو کر ٹھہر ٹھہر کر باجماعت نماز پڑھنا شامل ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ نماز خدا اور بندے کے درمیان ملاقات کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔ گویا اس کے ذریعہ الوہیت کا وہ رنگ جو نبی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے مومنوں پر چڑھ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نماز باجماعت کا اس قدر احترام فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مکان مسجد سے بہت دور ہے۔ اور چونکہ مجھے مسجد پہنچنے میں سخت دقت پیش آتی ہے اسلئے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کروں۔ (اس وقت مدینہ میں کچے مکانات ہوتے تھے اور جب بارش کے دنوں میں پانی گلیوں میں بہتا تھا تو چونکہ پانی دیواروں کی بنیادوں کے ساتھ ٹکرا کر گزرتا تھا اور دیواریں پانی سے ٹوٹ جاتی تھیں اس لئے پانی کی زد سے دیواروں کو بچانے کے لئے لوگوں نے گلی میں دیواروں کی بنیادوں کے ساتھ ساتھ جلے ہوئے پتھر جن کو پنجابی میں کھنگر کہتے ہیں رکھے ہوتے تھے۔ گلیوں میں کھنگر رکھنے کا رواج ہمارے ملک میں بھی ہے اور چونکہ ایک نابینا کے لئے سڑک کے بیچ میں چلنا مشکل ہوتا ہے اس لئے وہ ہمیشہ دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور دیوار کے ساتھ ہاتھ مارتے جاتے ہیں۔ اگر وہ ایسی دیوار کے ساتھ چلیں جس کے ساتھ کھنگر رکھے ہوئے ہوں تو ان کے گر کر زخمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے) جب اس نابینا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ چونکہ دیواروں کے ساتھ پتھر رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور گلی کے بیچ میں میں چل نہیں سکتا اور اگر دیوار کیساتھ چلکر مسجد میں آؤں تو گر کر زخمی ہونے کا خطرہ ہے اس لئے مجھے اجازت ہو تو میں گھر پر نماز ادا کر لیا کروں۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا بہت اچھا اگر تمہیں مسجد میں آتے ہوئے مشکل پیش آتی ہے تو تم اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کرو۔ یہ سن کر وہ نابینا گھر کی طرف چل پڑا۔ مگر ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو واپس بلاؤ وہ جب واپس آیا تو آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! اذان کی آواز تو پہنچ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر اذان کی آواز تمہارے گھر میں پہنچ جاتی ہے تو چاہے تمہیں مسجد میں آتے وقت ٹھوکریں لگیں اور تم زخمی ہو جاؤ مسجد میں ضرور آیا کرو۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ جب عشاء یا صبح کی نماز ہو تو میں اپنی جگہ کسی اور کو کھڑا کر دوں اور کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے رکھ کر سارے شہر کا چکر لگاؤں اور جو لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اب دیکھو گو آپؐ نے عملاً ایسا کیا تو نہیں مگر اس سے اتنا تو ظاہر ہے کہ آپؐ کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر اہمیت تھی۔ آپ نے اس مثال کے ذریعہ لوگوں کو سمجھایا کہ جو لوگ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بے شک دنیا میں نیکی کے اور بھی بہت سے کام ہیں لیکن نماز کو خدا تعالیٰ نے سب سے مقدم قرار دیا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ کوئی معذوری ہو یا کوئی ہنگامی کام پڑ جائے نمازوں کے اوقات میں مسجد میں آنا نہایت ضروری ہے۔ ہنگامی کاموں سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی جگہ آگ لگ گئی ہو۔ تو اس وقت آگ بجھانا ضروری ہوگا۔ نماز بعد میں ادا کر لی جائیگی لیکن اس قسم کے استثنائی حالات کے بغیر جو شخص نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنهى عن الفحشآء و المنكر (سورۃ العنکبوت) نماز یقیناً بری اور ناپسندیدہ باتوں سے لوگوں کو روکتی ہے۔ ان بری باتوں سے بھی جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے بھی جو سوسائٹی پر گراں گزرتی ہیں کیونکہ نماز باجماعت مسلمانوں میں پانچ وقت کی مقرر ہے۔ اگر نماز باجماعت ان میں قائم ہو جائے گی تو ان کا بہت سا وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے گا اور نماز میں خرچ ہونے والا وقت ان کو بے حیائیوں اور بدکاریوں سے بچاتا رہے گا۔ اسی طرح نماز میں جب دعائیں ہوتی رہیں گی اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی تو وہ دعائیں خدا تعالیٰ کا فضل کھینچ کر ان کی اپنی اصلاح کا بھی موجب ہوں گی اور دوسروں کی اصلاح اور ترقی کا موجب بھی بن جائینگی۔ اسی طرح نماز میں جو قرآن کریم کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تسبیح و تحمید کی کثرت ہوتی ہے اس کا دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ انسان گناہوں سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے

……پس مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نماز باجماعت کا پابند بنانے کی کوشش کریں۔

……چونکہ نماز خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے اسلئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے خواہ جنگ ہو رہی ہو، دشمن گولیاں برسا رہا ہو، پانی کی طرح خون بہہ رہا ہو، پھر بھی اسلام یہ فرض قرار دیتا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو اگر ممکن ہو مومن اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے۔ (نہایت خطرناک حملہ کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جا سکتیں ان کو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر چار نمازیں جمع کی ہیں) بے شک جنگ کیوجہ سے نماز کی ظاہری شکل بدل جائے گی لیکن یہ جائز نہیں ہوگا کہ نماز میں ناغہ کیا جائے۔

……نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے جس طرح ایک بیمار جسم محض یہ کہہ کر موت سے بچ نہیں سکتا کہ وہ بیمار ہے اور بیمار ہونے کی وجہ سے وہ روٹی نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح ایک روحانی جسم بھی یہ کہہ کر موت سے نہیں بچ سکتا کہ وہ بیمار ہے اور نماز نہیں پڑھ سکتا۔ باوجود اس کے کہ ایک شخص بیمار ہے اور کھانا نہیں کھا سکتا……مثلاً غذا معدہ میں ٹھہرتی نہیں بلکہ قے ہو جاتی ہے یا غذا معدہ کے اندر جاتی نہیں یا انتڑیوں میں کوئی بیماری لاحق ہے اسلئے انتڑیوں میں غذا ٹھہرتی نہیں یا پچتی نہیں پھر بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرے گا نہیں اسلئے کہ روٹی کے بغیر انسانی جسم بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ ایک شخص کسی عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا وہ مرے گا۔ بعض لوگ عدم فراست کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ چونکہ وجہ جائز ہے اس لئے نتیجہ نہیں نکل سکتا حالانکہ ان کا یہ خیال درست نہیں۔ وجہ جائز ہو یا ناجائز نتیجہ ضرور نکلے گا۔ تم اپنے سر پر اپنی کمائی سے خریدا ہوا تیل لگاؤ یا چوری سے حاصل کیا ہوا تیل لگاؤ سر ضرور چکنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ اپنی کمائی سے حاصل کردہ تیل سے سر چکنا ہو جاتا ہے اور چوری کے تیل سے سر سوکھا رہ جاتا ہے……نتیجے دونوں کے ایک سے ہوں گے۔

……پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقع ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی موثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں ان الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھونگا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقع نہ رہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو نیکی کے متعلق نماز کے موثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کیلئے اصلاح کا موقع ہے۔

……بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنیکی عادت نہیں ڈالتے وہ انکے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ کہا جاسکے کہ یہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

……غرض جوں جوں انسان نمازیں پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور حمد اور عظمت کا اقرار کرتا ہے

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ مبایعین اور غیر مبایعین کے استدلال کا حقیقت افروز تجزیہ

.....اور.....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منصب و مقام

(قسط نمبر 4)

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد قادیان

اس تفصیلی بحث کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں جن کو پڑھنے اور سننے کے بعد لازمی طور پر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت ہی کا دعویٰ فرمایا تھا۔ ہاں ایسی نبوت کا جس کے پیچھے خلافت راشدہ کا جاری ہونا ثم تکون خلافة علیٰ منهاج النبوة (مشکوٰة) کی پیشگوئی کے پورا ہونے کیلئے ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

1- "حکمت الٰہیہ نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صہ ۴۳)

2- "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ و مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسرے سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

3- نبی کا نام پانے کیلئے ہی میں مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صہ 406-407)

4- میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن صہ 502)

5- ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تفسیر کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد18 صہ 426 نزول مسیح صہ 48)

6- "پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔"

(روحانی خزائن جلد20 صہ 401 تجلیات الٰہیہ صہ 9)

7- "خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔"

(چشمۂ معرفت صہ 317 روحانی خزائن جلد 23 صہ 371-372)

لیکن غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ وہ وجود جس کی تائید میں خدا تعالیٰ نے اسقدر نشانات ظاہر فرمائے ہیں جس سے سینکڑوں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اور غیر مبایعین پیغامیوں کے نزدیک وہ خود نبی نہیں ہے۔ العجب ثم العجب!!

خلافت اولیٰ کے زمانہ تک مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ درباره نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام:-

آخر پر یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ پیغامی لاہوری عقیدہ کے بانی مبانی جناب مولوی محمد علی صاحب خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت پر ایمان اور یقین رکھتے رہے اور ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر ہونے کے لحاظ سے اسی عقیدہ کا بارہا اظہار بھی کرتے رہے۔ لیکن 1914ء کے بعد سے بعض وجوہات (جن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں) کی بناء پر اس عقیدہ میں تبدیلی کر لی۔ لیکن اس تبدیلی عقیدہ کا خدشہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے دور میں ہی محسوس کیا جا رہا تھا۔ تاہم 1913ء میں اہل پیغام نے اس خدشہ کو دور کرنے کی غرض سے ایک مشترکہ اعلان اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیا تھا جو ان کے بعد میں تبدیلی عقیدہ پر ایک حجت بن کر کھڑا ہے۔ وہ اعلان یہ تھا:

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔"

(پیغام صلح لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۲)

۲۔ مولوی محمد علی صاحب کا عدالتی بیان:

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف 1904ء میں مولوی کرم دین جہلمی نے انگریزی عدالت میں استغاثہ دائر کر رکھا تھا کہ انہوں نے کذاب کہکر ازالہ حیثیت عرفی کا ارتکاب کیا ہے۔ مولوی کرم دین نے مولوی محمد علی صاحب کو بطور گواہ استغاثہ عدالت میں پیش کروایا۔ تو مولوی صاحب موصوف نے عدالت میں حاضر ہو کر باقرار صالح یہ بیان دیا:

1: "مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔"

2: "مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی شریعت نہیں لایا ایسے مدعی کا مکذب قران شریف کی رو سے کذاب ہوتا ہے۔"

(مسل مقدمہ مولوی کرم دین جہلمی ورق ۲۹۳)

مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں خواجہ غلام الثقلین سے تحریری بحث میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مدعی نبوت کی حیثیت میں پیش کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت اِنّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کے ان معنوں کی تردید میں جو میں نے بیان کیں ہیں پیش کیں ہیں۔

نمبر۱- شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی کہ وہ سب کو گمراہ کرے گا......شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔

نمبر۲- قوم فرعون ان (بنی اسرائیل) کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔

نمبر۳- مسیح مصلوب ہوئے۔

نمبر۴- خلفاء اربعہ اور سبطین (یعنی حضرت امام حسنؓ حسینؓ) میں سے مجملہ چھ کس کے پانچ نفس دشمن کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعی نبوت کون کون ہے۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ و سبطین مدعی نبوت تھے؟ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟"

(ریویو جلد ۵ صہ ۴۳۲)

دیکھئے اس بحث میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محدث کی حیثیت میں پیش نہیں کیا تھا اور نہ خلفاء اربعہ و سبطین کی محدثیت سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محدث قرار دیا تھا۔ پس اس بحث میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض مجدد اور محض محدثیت کی حیثیت میں پیش نہیں کیا۔ بلکہ مدعی نبوت کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔

3 اُس زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم آیت قرآنی اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اور آیت و من يطع الله و الرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء والصالحين کی روشنی میں یہی تلقین فرماتے تھے کہ:

"ہمیں بھی اس وسیع دعا کرنے کا حکم ہے اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے مگر ہم تو اس بات پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہئے مانگنے والا۔"

(تقریر مولوی محمد علی صاحب مندرجہ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صہ ۶)

4- "آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے، وہ شہرت پسند نہیں یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔"

(ریویو جلد 5 صہ 132-133)

5 "ان کے علاوہ ایک تیسرا امتیازی نشان ایسا پایا جاتا ہے جس سے موٹی سے موٹی سمجھ والا آدمی بھی انکار نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ نبی کے کلام میں غیب کی وہ خبریں پائی جاتی ہیں جن پر کوئی انسان قادر نہیں ہو

سکتا...... یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے پیشگوئی کو نبوت کی صداقت کا بڑا معیار ٹھہرایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔"

(ایضاً ص 135-136)

6- "کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو اس پر فتووں کا اسقدر جوش خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے۔"

(ایضاً ص166)

7- "حضرت مرزا صاحب کی دعوت انبیاء علیہ السلام کی طرح دعوت عامہ ہے۔ اور انبیاء کے طریق پر ہی آپ نے بعض بادشاہوں کو خاص طور پر بھی دعوت کی ہے۔ منجملہ انکے امیر عبدالرحمٰن خان سابق والیے افغانستان ہے اس کو بھی آپ نے یہ دعوت کی کہ وہ آپ کو قبول کرے"

(ایضاً 241)

8- "مگر افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر اپنے اعتراضوں کو دوہرا رہے ہیں۔ جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں...... سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائیگا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوۃ کو رد کرتا ہے۔"

(ایضا ص318)

مذکورہ بالا بیانات میں کہیں بھی آپ نبوۃ کی جگہ مجددیت یا محدثیت کے الفاظ نہیں پائیں گے۔ مگر نہ معلوم خلافت اولی کے معاً بعد کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یکدم نبوت سے فارغ کر دیا گیا اور اگر کہیں ذکر بھی کیا گیا ہے تو جزئی، ناقص، ظلی، مجازی وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ باندھ کر مجددیت اور محدثیت کے منصب کو مقام نبوت پر غالب کر کے دکھایا گیا ہے۔ جب کہ مذکورہ بالا اقتباسات میں مطلق نبوت کے سوا اور کسی شرط کا نام بھی نہیں لیا گیا ہے۔

آگے مزید اقتباسات ملاحظہ ہوں:

9- "اس موعود مصلح کے نزول کے وقت کے بارے میں قریباً تمام اہل مذاہب کی پیشگوئیوں کا لب لباب یہ ہے کہ وہ "آخری دنوں" یا "آخری زمانہ" یا "زمانہ کے خاتمہ" پر نازل ہوگا...... یہ تمام پیشگوئیاں اس امر پر متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جب کہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہو جائینگی جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو۔ اس لئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔"

(ریویو جلد 6 ص 82.83)

10- "ڈوئی پر طرح طرح کی تباہیاں لانے اور پھر انجام کار اسے غایت درجہ دکھ اور حسرتوں کے ساتھ ہلاک کرنے میں اللہ تعالی نے اپنے اس فیصلہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ جس کی اطلاع اس نے اپنے مرسل کو کئی سال پہلے دی تھی۔ یہ وہ خدائی فیصلہ ہے جو خدا کے ایک سچے مرسل اور مامور کو کذاب اور مفتری سے الگ کرتا ہے۔ اور صادق اور کاذب مدعی نبوت میں فرق کر کے دکھاتا ہے۔"

(ریویو جلد6 ص 139)

11- "اصل بات یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا کو دل میں لے کر قرآن کریم کو پڑھتا ہے وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اقتداری پیشگوئیاں سب سے روشن تر ثبوت ایک مدعی نبوت کی صداقت کا ہیں۔"

(جلد نمبر7 ص270)

12- "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کیلئے منہاج نبوت پر اگر کوئی شخص چلے تو ایک لمحہ کیلئے بھی اس کے دل میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ گذشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈال کر غور کرو کہ جن لوگوں نے کسی مدعی نبوت کو قبول کیا انہوں نے کس وجہ سے اور کن دلائل پر قبول کیا اور جنہوں نے انکار کیا ان کا انکار کس بناء پر تھا۔"

(ریویو جلد 6 نمبر7 ص274)

13- "ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں...... ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور سے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے۔"

(ریویو جلد4 نمبر2 ص69)

14- مولوی محمد علی صاحب مرحوم رسالہ ریویو آف ریلیجنز جولائی 1910ء میں جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا دور تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرہ انبیاء کا عظیم الشان فرد خیال کرتے تھے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے اگر زرتشت ایک نبی تھا اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی اک نبی ہے...... الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا اسکو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی پاک گروہ میں سے اک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد10)

لیکن بعد میں کیوں مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور اہل پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس کا جواب دینے کی ہمیں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ہدایت اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے وہی ہدایت پر قائم رکھنے والا ہے۔

ظلی اور مجازی نبوت سے کیا مراد ہے

ایک مغالطہ یہ ڈالا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ظلی بروزی اور مجازی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اہل پیغام آپ کے ظلی بروزی اور مجازی نبی ہونے کے منکر نہیں ہیں لیکن قادیانی احمدی آپ کی حقیقی نبوت کے قائل ہیں جس کا حضور علیہ السلام نے انکار کیا ہے۔

اگر اس کو درست مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مقام اور منصب عطا فرمایا گیا ہے اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے محض ایک کاغذ کا پھول ہے یا ایک آرٹیفیشل پودا ہے جو محض سجاوٹ کے لئے رکھا گیا ہے،

نہ اس پھول سے کوئی خوشبو پھوٹتی ہے اور نہ اس مصنوئی پودے کو کچھ پھل لگ سکتے ہیں اسی لئے تو کہتے ہیں کہ محض نام کی اور محض اعزازی نوعیت کی محدثیت والی نبوت ہے جس کے بعد خلافت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس نبوت کو حقیقی نبوت تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازماً خلافت کو تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا ہے کہ جب بھی کوئی نبوت قائم ہوئی ہے تو اس کے بعد خلافت کا سلسلہ ضرور جاری ہوا ہے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایسی ہی نبوت کے قائم ہونے کی بشارت آنحضرت ﷺ نے دی ہوئی ہے کہ جس کے معاً بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کو ظلی اور بروزی اور مجازی بھی قرار دیا ہے لیکن یہ کس نسبت سے قرار دیا ہے یہ بھی تو سوچنے والی بات ہے اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو اصل قرار دیتے ہوئے آپ کے بالمقابل اپنے آپ کو ظل اور بروز قرار دیا ہے اور آپ کو ذاتی روشنی والا سورج قرار دیا ہے تو خود کو سورج کی روشنی سے منور ہونے والا چاند قرار دیا ہے۔

لیکن کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ایک مستقل نبی گذرے ہیں ان کے بالمقابل بھی اپنے آپ کو ظلی بروزی اور مجازی نبی کہا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ خدائی الہامات کی روشنی میں اپنے آپ کو تمام شان میں حضرت عیسیٰ سے بہت بڑھ کر اور افضل قرار دیا ہے۔ اگر آپ کی نبوت کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے تو پھر یہ کیسا تضاد ہے کہ آپ محض ایک مجازی نبی ہو کر ایک حقیقی نبی حضرت عیسیٰ پر اپنی برتری ظاہر فرما رہے ہیں۔

پس تقویٰ سے سوچنا چاہئے کہ لفظوں کی بحث میں پڑ کر کہاں سے کہاں پہنچا جا رہا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ تضاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی میں نہیں ہے بلکہ حقیقت و مجاز کا تضاد مختلف تعریفوں کے مدنظر پیدا ہوا ہے اگر ان مختلف تعریفوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اچھی طرح کھول کر سمجھا دیا ہے تو پھر حقیقت و مجاز کا تضاد بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ حقیقت اپنی جگہ قائم رہتی ہے اور مجاز اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ ایک وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک امتی کا نبی ہو جانا محال اور ممتنع خیال فرماتے تھے چنانچہ ذیل کی دو تحریریں ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:

"اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی کریم ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا، جس کو دوسرے لفظوں میں محدَّث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب خاتم المرسلین کے وجود میں داخل ہے جیسے جز وکل میں داخل ہوتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۷۵ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۱۰-۴۱۱)

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت تک اپنے آپ کو محدَّث اور مجازی نبی اور جزوی اور ناقص نبی سمجھتے تھے جب تک کہ آپ مسلمانوں میں مروجہ نظریہ کے مطابق شریعت کے لانے یا سابق شریعت کے بعض احکام منسوخ کرنے یا نبی سابق کا امتی نہ ہونے اور بغیر استفادہ کسی نبی کے براہ راست انعام نبوت حاصل کرنے کو ہی نبوت کی حقیقی تعریف خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ اسی دور میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ:

"چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالی سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی (یعنی آپ کی نبوت کے بھی۔ ناقل) یہ معنی نہ سمجھ لیں"

(مکتوب ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء)

اس تعریف نبوت سے ظاہر ہے کہ آپ اس وقت نبی کے لئے یہ شرط ضروری سمجھتے تھے کہ اگر وہ شریعت یا احکام جدیدہ نہ لائے تو کم از کم وہ کسی دوسرے نبی کا امتی نہیں کہلاتا اور بلا استفادہ کسی نبی کے براہ راست خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور چونکہ یہ رسمی تعریف نبوت آپ پر صادق نہیں آتی تھی اس لئے آپ اس تعریف کے بالمقابل اپنے آپ کو حقیقی نبی قرار نہیں دیتے تھے اور اپنے الہامات میں نبی اور رسول کے لفظ کی یہ تاویل کر لیتے تھے کہ آپ صرف محدَّث ہیں یا جزوی طور پر نبی ہیں یا محض مجازی نبی ہیں۔ لیکن بعد میں خدا تعالیٰ کی بکثرت وحی سے آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ دراصل نبوت کی حقیقی تعریف وہ نہیں ہے جو عام مسلمانوں میں مروج ہے اور جس کی رو سے آپ اپنی نبوت سے انکار کرتے ہوئے محدَّثیت یا مجاز وغیرہ کی تاویل کر رہے

ہیں بلکہ نبوت کی اصل تعریف صرف اس کی قدر ہے کہ ملہم بکثرت خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ پانے والا ہو اور اس کی پیشگوئیوں میں بکثرت غیب کی باتیں بتلائی گئی ہوں۔ چنانچہ بعد کی تحریرات میں آپ نے صاف طور پر اس امر کا اعلان فرمایا کہ:

''میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو اور غیب پر مشتمل ہو اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔''

(تجلیات الٰہیہ صہ 26 روحانی خزائن جلد 20 صہ 412)

''جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت کی کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔''

(الوصیت صہ ۱۱ روحانی خزائن جلد 20 صہ 311)

''جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔''

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہیں اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔''

(حقیقۃ الوحی صہ 391 روحانی خزائن جلد 22 صہ 406-407)

جب کہ آپ نے ازالہ اوہام میں کسی امتی کا نبی یا رسول ہونا ممتنع قرار دیا تھا لیکن مذکورہ بالا تحریر میں باوجود امتی ہونے کے اپنے آپ کو نبی قرار دے رہے ہیں بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ تیرہ سو برس میں صرف اور صرف میں ہی اس خطاب نبوت کا مستحق قرار دیا گیا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ محدثیت، ناقص نبوت یا مجازی نبوت کی تاویلات آپ نے بعد میں ترک فرما دی تھیں۔ اس تبدیلی پر تعجب کرتے ہوئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ سوال اٹھائے گئے کہ ایک امتی کو مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف اس مسیح موعود کو نبی اللہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ آپ نے ہی فرمایا تھا کہ امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کو محدث اور فنافی الرسول ہونے کے لحاظ سے اس کو جزوی یا ناقص نبی کہا جا سکتا ہے۔ اس تضاد کو آپ نے سوال جواب کے رنگ میں درج فرما کر دور فرما دیا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸ میں ایک سائل کا پہلے یہ سوال درج کرتے ہیں کہ:

''بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر چہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہو گا لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔''

پھر اس سوال کے جواب میں حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔''

(روحانی خزائن جلد 21 صہ 305-306)

اب کون منصف ہے جو حضور علیہ السلام کی اس محکم تحریر کو پڑھنے کے بعد بھی یہ کہے کہ اس کی نبوت حقیقی نبوت نہیں بلکہ محض جزوی ناقص مجازی اور محدثیت والی نبوت ہے۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو اس باب میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے اور 1901ء سے پہلے 1901 کے بعد کی تمام تحریرات کے بظاہر تناقض کو حل کرنے کیلئے ایک کلید اور قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صہ 210-211)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کتاب ''حقیقۃ النبوۃ'' کا مطالعہ بہت مفید ہو گا۔

(باقی)

ہمیں یہ ثابت کرنا تھا کہ ربوہ دراصل ریاست کے اندر ریاست ہے

احمدیوں کو کافر قرار دینے کیلئے پاکستان کے ملاؤں کا سیاسی ڈھونگ

1974ء میں پاکستان کے سبھی مکتب فکر کے ملاؤں نے احمدیوں کو کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا تھا لیکن اب وہ آہستہ آہستہ اصل حقیقت اور صداقت کو اگلنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں پاکستان کے مشہور سیاسی ملاں شاہ احمد نورانی نے روزنامہ جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

''دارالعلوم دیوبند انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ مودودی کا فتویٰ کشمیر کے متعلق غلط تھا...... نیز یہ کہ پاکستان کا نظام اسلام کے مطابق اب بھی نہیں''

پھر احمدیوں کو کافر قرار دینے کی اصلیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

''ہمیں یہ ثابت کرنا تھا کہ ربوہ دراصل ریاست کے اندر ریاست ہے۔ قادیانی اس ملک کو اپنی سٹیٹ بنانے کیلئے مصروف ہو گئے تھے۔ وہ ایک اقلیت ہوتے ہوئے بھی ملک پر قابض ہونا چاہتے تھے...... اس آئین نے ان کا راستہ روکا۔''

(جنگ سنڈے میگزین 2 مارچ 2002 ص 5-4-3)

گویا مولانا نورانی صاحب کا دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہوئے بھی خانقاہ والوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے احمدیوں کے خلاف تحریک چلانے کا مقصد ختم نبوت کا تحفظ ہرگز نہیں تھا بلکہ یہ صرف ایک سیاسی سٹنٹ تھا۔ بالآخر سچائی زبان پر آ ہی جاتی ہے۔

دینی مدارس کے خلاف قانون وضع کرنے کی تجویز

غیر ملکی عطیات اور ان کے استعمال کی جانچ پڑتال زیر غور

نئی دہلی ۱۹ مارچ ملک کے دینی مدارس اور دیگر تنظیموں کو بیرونی ممالک سے ملنے والے چندے کی رقمیں اور ان کے استعمال کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے حکومت نیا قانون وضع کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے۔ یہ اطلاع آج لوک سبھا میں دی گئی ہے۔ وزیر مملکت برائے داخلہ ودیا ساگر راؤ نے وقفہ صفر کے دوران اپوزیشن اور حلیف جماعتوں کی جانب سے اس سلسلے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی بتایا کہ سرحدی علاقوں میں واقع مدارس کو بیرونی ممالک سے ملنے والے مالی تعاون کی جانچ کرنے کے لئے حکومت نے بہر حال اب تک کوئی سروے نہیں کرایا۔ اپوزیشن اور حلیف جماعتوں نے یہ معاملہ اٹھاتے ہوئے الزام لگایا تھا کہ اس سلسلے میں حکومت وضاحت نہیں کر رہی ہے جس سے تذبذب پیدا ہو رہا ہے۔

وزیر موصوف نے یہ بھی اظہار کیا کہ ملک میں دینی مدارس تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی موجودہ تعداد 31850 ہے۔ جن میں سے 11453 مدارس سرحدی مقامات پر واقع ہیں اور کہا کہ پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی ان مدارس کے طلباء کا استحصال کرتے ہوئے انہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

ودیا ساگر نے لوک سبھا اراکین کو یہ بھی یقین دلایا ہے کہ اگر یہ مدارس یا دیگر تعلیمی ادارے اپنے اصل مقصد کی حدود میں رہتے ہوئے چلائے جائیں تو انہیں بند نہیں کرایا جائے گا۔ لیکن مدارس میں اگر کسی بھی طرح کی کوئی معترض سرگرمی کا حکومت کو پتہ چلا تو ان کے خلاف کارروائی بہر حال کی جائے گی۔

مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ بدھا دیب بھٹا چاریہ نے بھی مدارس کی سرگرمیوں کے بارے میں جانچ کرنے کا مطالبہ کیا تو ساگر نے کہا کہ مرکز اس سلسلے میں پورا تعاون دے گا۔

ٹی ڈی پی کے ین نائیڈو اور سمتا پارٹی کے برہما نند منڈل نے بھی دینی مدارس کے رول پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ انہیں کراچی کا ایک ٹرسٹ مالی تعاون فراہم کرتا ہے، اس سوال پر وزیر موصوف نے جواب دیا کہ حکومت کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ☆☆ (انقلاب ممبئی 20.3.02)

(مرسلہ: عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام

بھارت کی مختلف جماعتوں سے جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کے انعقاد کی رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں۔ گزشتہ سے پیوستہ اخبار میں ان تمام جماعتوں کے نام شائع کئے جا چکے ہیں۔ مزید چند جماعتوں کے نام جن کی رپورٹیں اب موصول ہوئی ہیں بغرض دعا شائع کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مبلغین و معلمین اور احباب جماعت کی مساعی میں برکت ڈالے اور اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

جمشید پور (جھارکھنڈ)...... ساگر (کرناٹک)...... کلکتہ (مغربی بنگال)...... نیدمالا (آندھرا) قادیان

تصحیح: بدر مطبوعہ یکم مئی ۲۰۰۲ء میں صفحہ ا پر مکرم عبد الباسط شاہد صاحب ابن مکرم عبد الرحیم صاحب دیانت درویش مرحوم کا مضمون بعنوان ''دروغ مصلحت آمیز'' شائع ہوا غلطی سے مرحوم عبد الرحیم صاحب دیانت کا نام لیانت لکھا گیا ادارہ اس فروگذاشت کے لئے معذرت خواہ ہے۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب

ہم اس کو اپنی رحمت میں لے لیں گے

حضرت منشی محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے ماموں چوہدری محمد بخش صاحب پر گورنمنٹ نے ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ اس میں ان کے ساتھ ایک ہندو سیٹھ بھی شریک تھا مقدمہ بڑا سنگین تھا ڈپٹی کمشنر خلاف تھا اور سزا دلوانا چاہتا تھا آپ نے ان کے لیے دعا کی۔ آواز آئی کہ ہم اس کو اپنی رحمت میں لے لیں گے۔ ان کے گھر منشی صاحب نے کہلا بھیجا کہ مجھے خدا نے کہا ہے کہ آپ بری ہو جائیں گے اور دوسرے کئی لوگوں کو بھی اپنا الہام سنایا۔ جب فیصلہ سنایا گیا تو ہندو سیٹھ کو چھ ہزار روپیہ جرمانہ اور چھ سال کی قید اور چوہدری صاحب کو چھ ماہ قید اور چھ سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوگئی جب حضرت منشی صاحب نے یہ خبر سنی تو اسی وقت سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر عرض کیا کہ مولا! کیا تو نے مجھے خود نہیں کہا تھا کہ ہم اس کو اپنی رحمت میں لے لیں گے تو جانتا ہے کہ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی تھی۔ وہ تو قید ہو گئے کیا رحمت میں لینا قید ہوتی ہے؟ میں نے تو ان کے گھر بھی اطلاع دی ہوئی ہے کہ بری ہو جائیں گے آپ فرماتے تھے کہ میں ابھی سجدے میں تھا کہ آواز آئی کہ چوہدری صاحب کی ضمانت ہوگئی ہے بات یوں ہوئی کہ جب فیصلہ کے بعد پولیس ہتھکڑی لگانے لگی تو اس انگریز حاکم نے جو اس مقدمہ کے لیے خاص طور پر بلوایا گیا تھا کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ ہم چوہدری صاحب کو ہتھکڑی نہیں لگنے دیں گے چوہدری صاحب آپ ضمانت دے دیں۔ اس طرح ضمانت ہوگئی پھر اپیل میں بری ہو گئے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ چوہدری صاحب کو سزا اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کے ایماء پر دی گئی تھی کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ ان کو سزا دلوا کر شہر میں ان کے اثر ورسوخ کو کم کیا جائے جب اس نے سنا کہ حاکم نے خود ہی ضمانت لے لی ہے تو حضرت میر حامد شاہ صاحب کے بیان کے مطابق جو اس وقت دفتر میں موجود تھے ڈپٹی کمشنر کی یہ حالت ہوئی کہ وہ دونوں کہنیاں میز پر رکھ کر اور دونوں ہاتھوں سے ماتھا تھام کر کہتا تھا کہ "ہائے صاحب بہادر نے کیا کیا! اسے تو ضمانت لینے کا اختیار نہیں تھا۔"

(اصحاب احمد جلد ۲ ص۱۹۷)

حامد علی اپنا کام کر رہا ہے وہ غرق نہیں ہوا

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک آپ نے تیسرے نمبر پر بیعت کی۔ آپ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے حضرت اقدس نے ایک کام کے لیے غیر ملک میں بھیجا ایک مقررہ وقت پر جہاز روانہ ہوا جب نصف سفر طے کر چکا تو سمندر میں طوفان کے آثار دکھائی دئے اور ایسا معلوم ہوا کہ جہاز غرق ہونے لگا ہے لوگ چلانے لگے اور جہاز میں شور قیامت برپا ہو گیا لوگ روتے اور آہ و بکا کرتے میں نے بڑے دعویٰ سے کہا کہ میں پنجاب سے آیا ہوں اور میں ایسے شخص کے کام کو جا رہا ہوں جسے خدا نے اس زمانے کا مامور بنا کر بھیجا ہے اس لیے جب تک میں اس جہاز میں سوار ہوں خدا تعالیٰ اس جہاز کو غرق نہیں کرے گا چنانچہ خدا نے اس حالت کو بدل دیا اور جہاز طوفانی حالت سے نکل کر خیریت سے کنارے جا لگا۔ میں اپنی جگہ پر اتر گیا اور جہاز آگے روانہ ہو گیا مگر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ غرق ہو گیا۔ میری تو ادھر یہ حالت تھی ادھر ہندوستان میں جب اس جہاز کے غرق ہونے کی اطلاع آئی تو میرے عزیز روتے ہوئے حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ جس جہاز پر حامد علی سوار تھا غرق ہو گیا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ہاں سنا تو ہے کہ جس جہاز میں حامد علی سوار تھا وہ فلاں تاریخ کو غرق ہو گیا ہے یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد فرمایا مگر حامد علی اپنا کام کر رہا ہے وہ غرق نہیں ہوا۔ بعد کے واقعات نے اس ارشاد کی تائید کی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضورؑ کو کشفی طور پر سارا واقعہ دکھایا گیا۔

(بحوالہ الفضل ۱۸ دسمبر ۲۰۰۰ء)

اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو کل بارش نہ ہو

محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ موضعہ جنڈیالا ضلع گوجرانوالہ میں برادری میں سے ایک رشتہ دار عظیم خان کی ملاقات کے لیے گئیں گفتگو شروع ہوگئی رات کا وقت تھا اور بادل اٹڈے ہوئے تھے موسم سرما تھا اور بارش ہونی تھی عظیم خان نے تنگ آکر کہا کہ اخبار میں موسم کی خبروں میں پڑھا ہے کہ کل بارش ہوگی میں کہتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو کل بارش نہ ہو اگر ایسا ہو گیا تو احمدی ہو جاؤں گا آپ نے کہا منظور ہے گھر کے سب لوگ لحاف اوڑھ کر سو گئے چنانچہ آپ نے چارپائی پر ہی نوافل اور دعائیں شروع کر دیں۔ رات گزر گئی تو آپ سوئے۔ صبح ہوئی تو عظیم خان کی بیوی بولی خان صاحب اٹھئے باہر نکل کر تو دیکھئے آسمان پر تارے نکلے ہوئے ہیں اور بادل کا نشان نہیں عظیم خان سخت شرمندہ ہوا لحاف میں سے نہ نکلتا تھا۔ مگر بدقسمتی سمجھئے کہ منہ مانگا نشان دیکھ کر بھی فائدہ نہ اٹھایا اور ٹال مٹول کر گیا۔

(اصحاب احمد جلد4ص 14)

مگر ہم میاں کو پاس کر دیں گے

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ دعائیں کثرت سے کیا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔ گھر میں اکثر اپنی خوابیں اور الہام سنایا کرتے تھے۔ جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب (سابق مربی امریکہ) نے 1914ء میں بی اے کا امتحان دیا تو آپ کو بھی دعا کیلئے کہا دعا کی تو خواب میں دیکھا ایک شخص سامنے آیا اور ہاتھ میں ایک گول شیشہ جیسے گھڑی کا چھوٹا سا سوراخ ہے وہ شیشہ دکھا کر کہتا ہے کہ میاں کا پاس ہونا تو اتنا مشکل ہے جتنا اس سوراخ سے گزرنا مگر ہم میاں کو پاس کر دیں گے اور قاضی صاحب کے متعلق پھر دیکھا جائے گا دوسرے دن جب حضرت صاحبزادہ صاحب کو یہ خواب سنائی تو آپ نے فرمایا کہ میرا ایک پرچہ اتنا خراب ہو گیا ہے کہ کوئی عقلمند مجھے اس میں پاس نہیں کر سکتا۔ جب نتیجہ نکلا تو صاحبزادہ صاحب پاس اور قاضی صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ پھر دیکھا جائے گا یعنی کمپارٹمنٹ میں آ گئے۔

اصحاب احمد جلد2ص 197-196)

ہم تو اچھا کر رہے ہیں

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ ان خاص صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی دین کے لیے وقف کر کے ہمہ تن مستعدی سے مصروف رہ کر خدمت سلسلہ میں اپنی عمر عزیز گذار دی۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

"میری اہلیہ پر بیماری کے ایام میں ایسا وقت بھی آیا کہ میں بظاہر اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رکھتا تھا۔ میں نے ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کو کہا کہ میری بیوی کے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہیں اس لیے جب آپ دیکھیں کہ اب انتہائی حالت پیدا ہو گئی ہے تو آپ مجھے کہہ دیں انہوں نے کہا یہ ہمارے ڈاکٹری اصول کے خلاف ہے میں نے کہا آپ صرف ڈاکٹر ہی نہیں بلکہ میرے بھائی بھی ہیں۔ دیندار بھی ہیں اور ہمدرد بھی۔ اگر یہ فوت ہو گئی تو آپ کا قیافہ درست ثابت ہوگا اور اگر یہ بچ گئی تو میں سمجھوں گا کہ آپ کے جتہاد میں غلطی ہو گئی کیونکہ علم طب بھی ایک ظنی علم ہے یقینی تو نہیں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اب جب میں دعا کرتا ہوں تو آپ کا وجود امید ہو کر روک بن جاتا ہے اور اس جہ سے اضطراب پیدا نہیں ہوتا جو دعا کے لیے ضروری یز ہے لیکن اگر آپ جواب دے دیں گے تو مجھے ضطراب ہوگا اور دعائے خاص کی توفیق مل جائے گی چنانچہ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب دو تین دن بعد مغرب کے وقت میرے پاس ایک اور ڈاکٹر کے ساتھ آئے۔ میری بیوی کو دیکھا اور مجھے کہا آپ کی اہلیہ کی آج کی رات مشکل ہے جو زندہ رہے میں نے کہا جزاکم اللہ آپ نے اچھا کیا مجھے اطلاع دے دی۔ ان کو رخصت کرنے کے بعد میں نے وضو کیا اور بیوی کو دیکھا کہ اس کی نبض چھوٹ رہی ہے اور آنکھوں میں کھچاوٹ بھی ہے۔ پس میں نے سجدہ میں دعا کرنی شروع کر دی اور دعا میں مجھ پر رقت طاری ہوئی اور ساتھ ہی ربودگی کی حالت بھی مجھ پر وارد ہو گئی اور میں نے یوں سمجھا کہ گویا میں اب خدا تعالیٰ کے قبضے میں چلا گیا ہوں اور دعا کرتے ہوئے میری زبان پر یہ شعر تھا:

شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

اور دعا کرتے کرتے مجھ پر سخت اضطرار کی حالت طاری تھی۔ میں نے عرض کیا حضور پہلے میری لڑکی فوت ہو گئی اب میرا گھر تباہ ہو رہا ہے۔ اس پر دائیں جانب سے آواز آئی "ہم تو اچھا کر رہے ہیں" جس پر میرے دل کو تسکین ہو گئی اور میں نے آنسو پوچھے اور بیوی کے پاس آیا اور نبض پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ وہ واپس آ کر دھیمی دھیمی چل رہی ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب خداوند رحمٰن و کریم نے مجھ پر فضل فرمایا ہے میں دو منٹ کھڑا رہا تو اس نے کروٹ بدلی میں نے کان اس کے منہ سے لگایا تو اس نے پانی کے الفاظ کہے میں نے چمچہ سے اس کے منہ میں پانی ڈالا تو اس نے پی لیا اور پانچ منٹ کے اندر اندر میری بیوی اس قابل ہو گئی کہ میں نے اسے یہ خوشخبری بھی سنا دی جب صبح ڈاکٹر صاحب آئے تو میری بیوی اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔

(حیات بقاپوری جلد ۱ ص 172 تا 174)

یہاں سے بھی جلدی نکلو

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور مولوی غوث محمد صاحب اور حکیم علی احمد صاحب ضلع گجرات کا دورا کرتے ہوئے حافظ صاحب کے گاؤں موضع رمل تحصیل پھالیا گئے۔ برسات کا موسم تھا اور آپ کا گاؤں بالکل دریائے چناب کے پاس میل ڈیڑھ میل پر واقع تھا۔ رات جب ہم آپ کی بیٹھک میں سوئے تو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ آسمان پر سورج کے گرداگرد ایک ہالہ سا پڑ گیا ہے اور سورج بالکل گرنے کے قریب ہے جب میں اس خواب کی دہشت سے بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسلہ دھار بارش ہو رہی ہے اور بیٹھک کے چاروں طرف سے پانی نے گھیرا ہوا ہے اسی وقت میں نے سب دوستوں کو جگایا اور باہر نکالا۔ خدا کی حکمت ہے کہ جب ہم دوست باہر آ گئے اور کچھ سامان بھی نکال لیا تو وہ بیٹھک دھڑام سے گر گئی۔ اس کے بعد ہم کوچہ سے ہو کر پاس ہی ایک سقہ کے مکان میں آ گئے اتفاق کی بات ہے یہاں پہنچتے ہی مجھے پھر غنودگی سی محسوس ہوئی اور ایک غیبی آواز آئی کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو چنانچہ ہم جب اس گھر سے نکلے تو وہ بھی

سیلاب کی نظر ہو گیا اس کے بعد ہم نے ایک مسجد میں پناہ لی تو وہاں جاتے ہی مجھے پھر نیند آ گئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر حکم ملا کہ یہاں سے بھی جلدی نکلو۔ چنانچہ وہاں سے بھی ہم نکلے تو اس مسجد کی ایک دیوار گر گئی اور سیلاب کا پانی اس کے اندر اُمڈ آیا ادھر حضرت حافظ صاحب نے جو اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے جب سیلاب کا زور اور بارش کا طوفان دیکھا تو لالٹین لے کر ہماری تلاش میں نکل پڑے اور ہمیں ڈھونڈ کر اپنے گھر لے گئے آخر خدا خدا کر کے یہ رات گزری اور ہم لیکچر دے کر اپنے گاؤں واپس آ گئے اور اس موقع پر حضرت اقدس سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام کی اعجازی برکات اور معجزانہ حفاظت اور بار بار کی الہامی تحریک اور ملائکہ کی تائید کے ذریعہ ہمیں خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھنے کا عجب نشان دکھایا۔

(حیات قدسی حصہ اوّل ص46-47 طبع 20 جنوری 1951ء)

ملائکہ کو حکم دے کہ وہ اس کو تھام لیں:

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"چوہدری نتھے خان صاحب غازی کوٹ ضلع گورداسپور کے رئیس اور مخلص احمدی تھے نے وہاں ایک جلسہ کا انتظام کیا اور علاوہ مربیان اور مقررین کے اردگرد کے احمدی احباب کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ جلسہ دو دن کے لیے مقرر کیا گیا۔ جب غیر احمدیوں کو اس جلسہ کا علم ہوا تو انہوں نے بھی اپنے علماء کو جو فحش گوئی اور دشنام دہی میں خاص شہرت رکھتے تھے مدعو کر لیا اور ہماری جلسہ گاہ کے قریب ہی اپنا سائبان لگا کر اور اسٹیج بنا کر حسب عادت سلسلہ حقہ اور اس کے پیشواؤں اور بزرگوں کے خلاف سب وشتم شروع کر دیا ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ ایک طرف سے سخت آندھی اٹھی اور اس طوفان باد نے انہی کے جلسہ کا رخ کیا اور ایسا اودھم مچایا کہ ان کا سائبان اڑ کر کہیں جا گرا قناتیں کسی اور طرف جا پڑیں اور حاضرین جلسہ کے چہرے اور سر گرد سے اٹ گئے یہاں تک کہ ان کی شکلیں دکھائی نہ دیتی تھیں۔ 12 بجے دوپہر تک جو غیر احمدیوں کا پروگرام تھا وہ سب کا سب طوفان باد کی نذر ہو گیا ہمارا جلسہ 12 بجے کے بعد شروع ہونا تھا اور سب سے پہلی تقریر میری تھی آندھی کا سلسلہ ابھی چل رہا تھا کہ مجھے اسٹیج پر بلوایا گیا میں نے سب حاضرین کی خدمت میں عرض کیا کہ سب احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ کو ہر طرح سے کامیاب کرے چنانچہ میں نے سب حاضرین سمیت دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے مولا کریم تجھے معلوم ہے کہ غیر احمدیوں کے جلسہ کی غرض تیرے مامور کی ہتک اور تکذیب کے سوا کچھ نہیں اور ہماری غرض تیرے مسیح موعود کی تصدیق اور توصیف کے سوا اور کچھ نہیں اگر دونوں مقاصد میں تیرے نزدیک کوئی فرق ہے تو اس آندھی کے ذریعے اس فرق کو ظاہر فرما اور اس آندھی کے مسلط کرنے والے ملائکہ کو حکم دے کہ وہ اس کو تھام لیں۔ تا کہ ہم جلسہ کی کاروائی کو عمل میں لا کر اعلاء کلمۃ اللہ کر سکیں میں ابھی دعا کر ہی رہا تھا ور سب احباب بھی میری معیت میں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کہ یکدم آندھی رک گئی اور ایسی رکی کہ ریاح عاصفہ سے بادِ نسیم میں تبدیل ہو گئی اور چند منٹ تک ہوا میں بالکل سکون ہو گیا اور ہمارا جلسہ بخیر و خوبی سرانجام پایا۔ خدا تعالیٰ کی نصرت کے یہ سب کرشمے اس کے مسیح موعود اور اس کے عظیم الشان خلفاء کی خاطر اور ان کی برکت سے ظاہر ہوئے"

(حیات قدسی حصہ اول ص٢٦)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے اگر مردہ زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے"۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 234)

☆☆☆

بقیہ صفحہ: (7)

خدا تعالیٰ اس کے اعمال حسنہ کے ترازو کو بوجھل کرتا جاتا ہے اور انسان کا رفع ہوتا جاتا ہے۔ اور چونکہ گناہ نتیجہ ہے مادیت کے تعلق کا، جب انسان اس عالم سے بلند ہوتا جاتا ہے تو اس کا تعلق مادیت سے کم ہوتا جاتا ہے اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

......اسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے فاذکرونی اذکرکم (بقرہ ع١٨) یعنی چاہئے کہ تم مجھے یاد کرو اس کے نتیجہ میں میں بھی تمہیں یاد کروں گا یعنی تمہیں اپنے قرب میں جگہ دونگا اور تمہاری ہر تکلیف اور مصیبت میں تمہاری مدد کرونگا اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیگا وہ بہت سی بدیوں سے بچ جائیگا۔ اور خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی اس سے محبت اور پیار کا ہو جائیگا۔ اسی وجہ سے اسلام نے تمام اجتماعات میں ذکر الٰہی اور عبادت پر بڑا زور دیا ہے...... پس مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے اوقات کو اس طرح صرف کرے کہ ذکر الٰہی اس کی زبان پر جاری ہو اور نمازوں میں اسے شغف اور رغبت ہو...... پس اپنے اندر ذکر الٰہی کی عادت پیدا کرو تا خدا سے تمہارا تعلق بڑھ جائے، تمہارے اندر ہمت پیدا ہو جائے، تمہاری نظروں میں تاثیر پیدا ہو جائے اور دشمن کے دلوں میں بھی تمہارا رعب بیٹھ جائے اور دشمن خود بول اٹھے کہ یہ لوگ واقعی روحانیت کے پتلے ہیں"(ماخوذ از تفسیر کبیر)

(مرسلہ عبد السلام طارق کارکن احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان)

بقیہ صفحہ: (13)

کر کناروں سے باہر کی طرف مد کی صورت میں بڑھتا رہتا اور اگلے 6 گھنٹہ 12-1/2 منٹ میں جزر کی صورت میں واپس جاتا ہے۔ مد کے وقت بعض جگہ ساحل سمندر پر پانی پچاس فٹ تک زیادہ گہرا ہو جاتا ہے۔ اور بیس بیس میل تک کا ساحلی علاقہ زیر آب آ جاتا ہے۔ جس طرح زمین کی گردش کے نتیجہ میں دن میں چار بار مد و جزر پیدا ہوتے ہیں اسی طرح چاند کے گردش کرنے کے نتیجہ میں ایک قمری مہینہ میں دو بار بہت بڑے بڑے (Spring Tide) اور دو بار بہت چھوٹے (Neap Tide) مد بھی پیدا ہوتے ہیں۔ چاند کی پہلی اور چودھویں تاریخ کو چاند سورج اور زمین ایک سیدھ میں آ جاتے ہیں جس سے چاند اور ورج کی دونوں کششیں مل کر عام مد سے تقریباً ڈیڑھ گنا بڑا مد پیدا کرتی ہیں جبکہ ساتویں اور اکیسویں تاریخوں کو چاند اور سورج کے ایک دوسرے سے مخالف سمت میں 90 ڈگری پر ہونے کی وجہ سے بہت کم مد پیدا ہوتا ہے۔ جو عام مد سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔

مد و جزر کے فوائد

یوں تو پانی کے چھوٹے بڑے ہر ذخیرے میں چاہے وہ سمندر ہو، دریا یا جھیل ہو یا کوئی جوہڑ مد و جزر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن وہ پانی کی ضخامت کے اعتبار سے اتنا معمولی ہوتا ہے کہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہوا کی لہروں میں بھی یہ مد و جزر پیدا ہوتا ہے لیکن حساس ترین سائنسی آلہ کے بغیر اسے محسوس نہیں کیا جا سکتا سمندری مد و جزر پانی کو صاف اور تازہ رکھنے کا زبردست کام کرتا ہے۔ پھر کم گہری بندرگاہوں میں مد کے وقت بڑے بڑے جہاز اندر آ سکتے ہیں۔ جہازوں کے کپتان ساحل سمندر پر لگے ہوئے مد و جزر کے ٹائم ٹیبل کے مطابق اسی طرح جہازوں کو اندر لانے اور باہر لے جانے کا کام کرتے ہیں جس طرح ریلوے سٹیشن پر گاڑیاں آتی جاتی ہیں۔ بڑی بڑی آبی شاہراہیں جو سمندر سے ملی ہوتی ہیں اور دریاؤں کے دہانے وغیرہ کو سمندر کا مد کے وقت چڑھنے والا پانی صاف کرتا رہتا ہے جزر کے وقت واپس جانے والا پانی کوڑا کرکٹ بہا کر لے جاتا ہے جو وہاں سمندر کی تہہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ سمندر کے کنارے نہاتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے کہ مد کے وقت نہانا زیادہ محفوظ ہے کیونکہ پانی انسان کو باہر کی طرف دھکیلتا ہے جب کہ جزر کے وقت پانی چپکے چپکے انسان کو دور گہرے سمندر میں لے جاتا ہے اور اس وقت احساس ہوتا ہے جب بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ٢٧ رمارچ ٢٠٠٢)

☆☆☆

بھوانی میں منعقدہ "سرو دھرم سمیلن" میں احمدی مبلغ کی تقریر

بھوانی ہریانہ میں 13 مئی کو سنسکار زمان سمتی کی طرف سے سرو دھرم سمیلن کا انعقاد کیا گیا جس میں ضلع بھر کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مذہبی لیڈروں نے حصہ لیا۔ مسلمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے بھوانی زون کے انچارج مکرم رفیق خان صاحب نے حصہ لیا۔ اس موقع پر آپ نے اسلام کی مساوات و رواداری کی تعلیم اور اسلام کے پیغام امن کو پیش کیا۔

متعلقہ ادارے کی طرف سے جماعت احمدیہ کے نمائندہ کا استقبال کرتے ہوئے انہیں سروپا بھی پیش کیا گیا۔ یاد رہے کہ اس موقع پر بھوانی مسجد کے غیر احمدی امام کو بھی بلایا گیا تھا لیکن انہوں نے شرکت نہ کی۔ الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کی توفیق ملی اس کا علاقہ کے مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہے۔

(محمد قاسم نیاز معلم سلسلہ بھوانی ہریانہ)

منظوری نائب ناظمین انصار اللہ

۱)......مکرم برکات احمد سلیم نائب ناظم انصار اللہ کرناٹک

Baitul Barkat 2nd Main Road - Someshwarnagar

1st Block Jayanagar - Bangalore

۲)......مکرم عبد الحکیم خان صاحب نائب ناظم انصار اللہ اڑیسہ برائے بھدرک زون

۳)......مکرم فرزان علی خان صاحب نائب ناظم اڑیسہ برائے پنکال زون

متعلقہ مجالس کے زعماء کرام و انصار ان سے تعاون فرمائیں۔

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

سمندروں میں جوار بھاٹا کیوں آتا ہے؟

پروفیسر مکرم طاہر احمد نسیم صاحب

اس کائنات میں بے حد و حساب مظاہر فطرت ہیں۔کوئی اپنی وسعت کے اعتبار سے اور کوئی انتہائی چھوٹا ہونے کے لحاظ سے ہماری عقل کو حیران و ششدر کردیتا ہے۔ہماری زمین سے لاکھوں گنا بڑا اور لاکھوں گنا زیادہ طاقتور سورج بھی ایک اکائی ہے۔اور ایٹم کے مرکز کے گرد گھومنے والا الیکٹران بھی ایک اکائی ہے جو کسی چھوٹی سے چھوٹی سوئی کی نوک پر رکھے جاسکنے والے ہزاروں ایٹوں میں سے ایک ایٹم کی جسامت کا ہزارواں حصہ ہے۔جس طرح بڑے سے بڑے سورج کے اندر اٹل قوانین قدرت اس کو توانائی پہنچار ہے اور قائم و دائم رکھے ہوئے ہیں اسی طرح ایٹم کے اندر کا الیکٹران اپنی مسلسل حرکت اور پروٹان کے مخالف چارج کی وجہ سے اپنے اندر توانائی کے لامتناہی خزانہ کا وہی قانون چھپائے ہوئے ہے جو سورج کے اندر عمل پیرا ہے۔اور یہ کوئی حساب کتاب یا فلسفہ کے دلائل کی خالی تھیوری نہیں ہے۔بلکہ باقاعدہ الیکٹران خوردبین کے ذریعہ سے ایٹم کے اندر کے مرکز اور الیکٹران کی گردش کی دنیا کا عملی مشاہدہ کر کے معلوم کئے گئے حقائق ہیں۔اتنے طاقتور قوانین قدرت ارب ہا ارب نوری سالوں کے فاصلوں کے اندر پھیلے ہوئے اجرام فلکی کو باہمی کشش ثقل کے غیر مبدل ازلی قانون کے تحت نہ صرف قائم و دائم رکھے ہوئے اور نہ ختم ہونے والے توانائی کے خزانہ سے مالا مال کئے ہوئے ہیں بلکہ ان سب سیاروں، ستاروں اور کہکشاؤں کو ایک مرکز کے گرد لڑی میں پرو کر خالق حقیقی کی وحدانیت کا عملی ثبوت بھی اظہر من الشمس کئے ہوئے ہیں۔

نیچریوں کا یہ کہنا کہ کائنات کی ہر چیز خود بخود اتفاقی حادثہ کے طور پر وقوع پذیر ہوگئی ہے اور اسے بالارادہ تخلیق کرنے والی کوئی ہستی موجود نہیں ہے اس وقت اتنا کھوکھلا اور مضحکہ خیز ہوجاتا ہے جب ہم ان پیچیدہ قوانین قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں جو ان گنت مظاہر قدرت کے اندر نہ صرف ہر ایک اکائی کے بقا کے لئے ناگزیر ہیں بلکہ ان مظاہر کا ایک دوسرے کے ساتھ ربط اور باہمی بقا کا رشتہ بھی ان قوانین قدرت پر منحصر ہے۔نباتات اور حیوانات کے بقائے باہمی کے رشتہ کی تفاصیل بہت لمبی اور گہری ہیں جن کا یہ مضمون متحمل نہیں ہوسکتا ہم سب جانتے ہیں کہ جس طرح حیوانات، نباتات کو اپنی خوراک بنا کر زندہ رہتے ہیں۔اسی طرح نباتات ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جاسکنے کی کمزوری کے باعث اپنے بیجوں کے ادھر ادھر پھیلنے اور اس طرح اپنی نسل کی بقا کے لئے حیوانات کے محتاج ہیں۔بجلی کی رو کے موثر ہونے کے لئے مثبت اور منفی تار اسی طرح ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں جس طرح بندوق اور گولی یا کار اور ایندھن، اگر رائفل یا میزائل اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں بالفرض خود بخود معرض وجود میں آ بھی جائے تو جب تک اس میں گولی اور ایندھن نہ ڈالا جائے وہ بیکار ہیں بالارادہ طور پر کسی مشین کو اس کے تمام پیچیدہ کل پرزوں سمیت بنانا اور پھر اس کو توانائی فراہم کرنے کا سامان پیدا کرنا باہم لازم و ملزوم ہیں۔کسی ایک کے بارے میں اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ وہ اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوگیا تھا تو دونوں کا آپس میں مل کر دونوں کے علیحدہ علیحدہ مقاصد کی تکمیل کرنے کا عمل تو کسی تیسری ہستی کا متقاضی ہے جو ان دونوں کو خاص طریقہ سے مناسب حدود میں رکھ کر آپس میں ملائے اور حسب ضرورت مناسب رد و بدل اور کمی بیشی کر کے ان دونوں کو قائم و دائم رکھے۔یہی وہ ہستی ہے جو جس طرح زندگی کے بقا کے لئے حی و قیوم ہے اسی طرح اس کی جزئیات کیلئے خالق کل بھی ہے۔

سمندری پانی تازہ کیوں ہے

ہم جانتے ہیں چلتا ہوا پانی صاف اور تازہ ہوتا ہے۔جب کہ کسی جوہڑ میں پڑا ہوا پانی ایک ہی جگہ کھڑا رہنے کی وجہ سے بدبو دار اور بد ذائقہ ہوجاتا ہے۔دریاؤں، نہروں وغیرہ کا پانی چونکہ سینکڑوں ہزاروں میل کی لمبائی میں نشیب کی طرف چلتا رہتا ہے اس لئے اس کا تازہ رہنا ظاہر و باہر ہے لیکن سمندروں میں تو کوئی نشیب و فراز نہیں ہے جس کی وجہ سے پانی ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتا رہے۔وہ تو ایک بہت بڑے جوہڑ کی صورت میں ہے جس کا پانی ایک ہی جگہ موجود رہتا ہے۔پھر یہ پانی کیوں ہمیشہ تازہ رہتا ہے اور اس میں بدبو پیدا نہیں ہوتی؟ سمندری پانی کا نمکین ہونا بالکل علیحدہ بات ہے وہ تو اس میں لمبے عرصہ تک حل ہونے والے زمینی نمکیات کی وجہ سے ہے۔لیکن ویسے یہ بالکل صاف اور تر و تازہ ہوتا ہے۔اس پانی کا ہمیشہ صاف رہنا بھی خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے احسن الخالقین ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہے اگر سمندر بالفرض خود بخود معرض وجود میں آ گئے تھے تو ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تر و تازہ رکھنے اور زمین پر موجود ہر قسم کی حیواناتی اور نباتاتی زندگی کی بقا کے لئے قابل استعمال رکھنے کے قوانین قدرت اور عوامل کس نے پیدا کردیے؟ یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے کہا جائے کہ سنکونا درخت اگر فرض کرلیا جائے کہ خود بخود پیدا ہوگیا تو اس کی چھال میں یہ تاثیر کس نے رکھ دی کہ اس کو کھانے سے ملیریا کے موذی مرض کا قلع قمع ہوجائے؟ اور پھر انسان کو یہ عقل اور سمجھ کس نے دے دی کہ وہ اس درخت کی اس شفا بخش تاثیر کا علم حاصل کر کے اسے استعمال کرے یہی بات تمام جڑی بوٹیوں کی دوائیہ تاثیرات کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ایسا ہی اگر فرض کرلیا جائے کہ زمین اور سورج خود بخود اتفاقیہ طور پر پیدا ہو گئے تھے اور زمین نے اتفاقیہ طور پر ہی سورج کے گرد گردش کرنا شروع کردیا تھا تو زمین کو سورج کے مقابل سیدھا واقع ہونے کی بجائے پانچ درجہ ڈگری پر کس نے ترچھا قائم کردیا۔جس کے نتیجہ میں زمین پر چار موسم سرما، گرما خزاں اور بہار پیدا ہوئے جن کی بدولت ان گنت قسم کی سبزیاں، پھل اور نباتات پیدا ہوئیں۔اور ہر قسم کی زندگی کی بقا کا سامان ہوا۔اسی طرح سورج کی جلا دینے والی حرارت اور خلا کی یخ بستہ کردینے والی سردی کے عین وسط میں واقع معتدل پٹی میں زمین کو کس نے رکھ دیا؟ اس کائنات کے جس کونے میں بھی نظر دوڑائیں ہر جگہ خدائے خالق و مالک کی ہستی کے ثبوت جا بجا بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔انہی قوانین قدرت میں سے ایک نہایت دلچسپ اور انوکھا قانون وہ ہے جو سمندروں میں مدوجزر پیدا کرتا ہے۔جس کی بدولت سمندروں کا پانی ہمیشہ صاف اور تر و تازہ رہتا ہے۔زمین کا تین چوتھائی سے زیادہ حصہ سمندروں سے ڈھکا ہوا ہے اگر بفرض محال یہ پانی ایک جگہ کھڑا رہنے کی وجہ سے کسی جوہڑ کی طرح باسی اور بدبودار ہوجاتا تو زمین پر زندگی محال ہوجاتی اور زندگی کی بے شمار انواع و اقسام مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر نیست و نابود ہوجاتیں۔سمندری پانی کے تر و تازہ رہنے کی وجہ اس کا وہ طلاطم ہے جو چوبیس گھنٹے اس میں برپا رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی ایک جگہ ساکن نہیں رہتا بلکہ کسی دریا کے پانی سے زیادہ تیزی اور شدت سے ادھر ادھر رواں دواں رہتا ہے۔آپ سمندر کے کنارے کھڑے ہوجائیں تو اس کی لہروں کے ساحل پر موجود چٹانوں پر سر پٹخنے کے شور کی وجہ سے کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی اور اگر چٹانوں کی بجائے زمین ہموار ہو اور آپ کسی جگہ پانی سے دور کھڑے ہیں تو آناً فاناً بڑی سی لہر آئے گی اور آپ کو گھٹنوں تک بھگو کر آگے نکل جائے گی اور اس کے واپس مڑنے کے فوراً بعد دوسری لہر آنے کو تیار ہوگی اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔پانی کی یہ عام لہریں ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔جب کبھی تیز طوفان کے نتیجہ میں ہوا کا دباؤ بہت بڑھ جائے تو چالیس پچاس فٹ اونچی لہریں پیدا ہو کر بیس بیس میل دور تک کے ساحلی علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی و بربادی پیدا کردیتی ہیں۔یہ تو کبھی کبھار پیدا ہونے والے مظاہر قدرت ہیں۔لیکن قدرت کا ایک ایسا بھی دلچسپ اور خوبصورت قانون ہے جو گھڑی کی سوئیوں جیسی باقاعدگی سے ہمیشہ ہمیش صبح و شام سرگرم عمل رہتا ہے۔سمندر کے تلاطم اور اس کے پانی کی تر و تازگی کا بہت حد تک ضامن یہی قانون ہے جسے مدوجزر کہا جاتا ہے۔

مدوجزر اور چاند

اس کائنات کے سب سے بڑے قانون کہ ہر چھوٹی چیز اپنے سے قریب ترین بڑی چیز کے گرد گردش کرتی ہے کے تابع جس طرح زمین 365-1/4 دن میں سورج کے گرد اپنی گردش (ایک سال) مکمل کرتی ہے۔اسی طرح چاند زمین کے گرد اپنی گردش ایک قمری مہینہ یعنی 29-1/2 دنمیں مکمل کرتا ہے۔لیکن جس طرح زمین سورج کے بالمقابل 5 ڈگری پہ جھکی ہوئی واقع ہے۔اسی طرح چاند زمین کے گرد 12 ڈگری پر گردش کرتا ہے جس کی وجہ سے ہر روز چاند پہلے دن کی نسبت 50 منٹ کی تاخیر سے طلوع ہوتا ہے۔چاند کی زمین کے گرد گردش اور زمین کی محوری گردش کے نتیجہ میں ایسا ہوتا ہے کہ چاند کی پہلی اور چودھویں تاریخوں کو چاند زمین اور سورج ایک سیدھ میں ہوتے ہیں۔جب کہ چاند کی ساتویں اور اکیسویں تاریخوں کو چاند اور سورج زمین کے بالمقابل 90 درجہ کے زاویہ پر واقع ہوتے ہیں۔اب تمام اجرام فلکی کا کشش ثقل کا قانون جس کے تحت چھوٹے سیارے بڑے ستاروں کے گرد گردش کرتے ہیں اور اس طرح زمین یا کسی اور سیارے یا ستارے سے اوپر پھینکی ہوئی چیز واپس زمین پر آگرتی ہے۔زمین پر سورج کی کشش اور چاند کی کشش کی صورت میں کام کررہا ہے۔اس کشش کے تحت سمندروں کا پانی پھیل کر کناروں سے باہر کی طرف آتا ہے سورج چاند کی نسبت جسامت کے لحاظ سے دو کروڑ ستر لاکھ گنا بڑا ہے تو اس طرح سمندروں میں مدوجزر پیدا کرنے کی طاقت بھی سورج کی چاند کی نسبت اتنی ہی زیادہ ہونی چاہئے۔لیکن نہیں۔سورج چاند کے مقابلہ میں زمین سے 390 گنا زیادہ دور بھی تو ہے۔تو اس طرح سورج کے چاند سے حجم میں بڑا ہونے لیکن زیادہ دوری پر واقع ہونے کے تناسب سے سورج کی سمندروں میں مدوجزر پیدا کرنے کی طاقت چاند کی طاقت کا 46 فیصد ہے یعنی تقریباً آدھی۔گویا کہا جاسکتا ہے کہ مدوجزر پیدا کرنے کی بنیادی وجہ چاند کی کشش ہے۔چاند ہمیں زمین کی گردش کی وجہ سے ہر روز چوبیس گھنٹہ پچاس منٹ کے بعد نظر آتا ہے۔اس وقت کو اگر شمال جنوب اور مشرق مغرب کی چار سمتوں میں تقسیم کیا جائے تو 6 گھنٹہ 12-1/2 منٹ چاند کا زمین کی ایک طرف نظر آنے کا وقت ہے۔چنانچہ اس عرصہ میں چاند کی کشش اگر مشرق میں سمندر کے پانی پر اثر ڈال کر اس میں مد کی کیفیت پیدا کررہی ہے تو اسی وقت مغرب کی طرف بھی چاند کی اسی کشش کے زمین کے خشک حصہ کو اپنی طرف کھینچنے کی وجہ سے پانی مخالف سمت میں باہر کو پھیل کر مد کی کیفیت پیدا کررہا ہے۔تو اس مشرق اور مغرب دونوں طرف پانی میں مد ہوگا اور اس کے برعکس شمال اور جنوب کی طرف جزر ہوگا اور اگلے 6 گھنٹہ 12-1/2 منٹ بعد رفتہ رفتہ شمال اور جنوب کے حصے مشرق اور مغرب کی طرف آجانے سے وہاں مد پیدا ہوجائے گا۔اور دوسرے حصوں میں جزر تو اس طرح ہر 6 گھنٹہ اور 12-1/2 منٹ کے وقفہ سے تمام روئے زمین کے سمندروں میں ہر جگہ پانی پھیل

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

کھجن (ہماچل پردیش) میں جماعتہائے احمدیہ ہماچل کی پانچویں سالانہ کانفرنس

☆علماء کرام کے بصیرت افروز خطابات ☆گورنر، وزیر اعلی، و سابق وزیر اعلی ہماچل پردیس کے پیغامات ☆ہماچل کے علاوہ قادیان و پنجاب کے احباب کی شرکت ☆ہومیو و ایلو پیتھک میڈیکل کیمپ ☆محبت و رواداری کے بھرپور نظارے ☆نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا افتتاح

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ صوبہ ہماچل کو پانچویں سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۳ مئی کو موضع کھجن ضلع کانگڑہ میں نہایت کامیابی سے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس کانفرنس کی تیاری کیلئے مرکز قادیان سے محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران ہماچل، کانفرنس سے چند یوم قبل تشریف لائے اور باقاعدہ پروگرام مرتب کر کے ہماچل کے مختلف مذاہب کے علماء و لیڈران و افسران کو دعوتی کارڈ دئے گئے اور مختلف شہروں اور دیہاتوں میں پوسٹر تقسیم کئے گئے اور انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا۔ اللہ تعالی کے فضل سے اس کانفرنس میں کثیر تعداد میں ہماچل کے نومبائعین وغیر مسلم معززین نے شرکت کی۔ حاضرین کی تعداد کم وبیش تین ہزار تھی۔ مرکز قادیان سے آنے والا قافلہ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد بھارت کی قیادت میں کھجن پہنچا۔

ٹھیک دو بجے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد زیر صدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری جلسے کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی سفیر احمد صاحب شمیم نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام 'وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا' خوش الحانی سے سنایا۔ جلسے کی پہلی تقریر مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر کی۔ بعدہ ناصرات کی چند بچیوں نے ایک نعت ترانہ کی صورت میں خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس کے بعد جناب سوامی بھگوان داس صاحب آف ہوشیار پور، جناب پرکاش چند صاحب آف سونی پت (پنجاب) جناب ہری سنگھ صاحب آف اونہ (ہماچل)، جناب دیپک کمار صاحب آف بھدرکالی (ہماچل)، نے اپنی اپنی تقریر میں اس قسم کے جلسے کے انعقاد کے تئیں نہایت خوشنودی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایسے جلسے کر کے انسانوں کی بہت خدمت کر رہی ہے اور اس طرح تمام مذہب کا احترام قائم ہو رہا ہے۔

ان مقررین کے بعد مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران ہماچل، و پنجاب نے گیتا، وید اور بائبل اور قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں وحدانیت کی تعلیم پیش کی اور گورنر ہماچل پردیش، وزیر اعلی ہماچل پردیش، ڈی سی صاحب شملہ کے محبت بھرے پیغامات پڑھ کر سنائے جو انہوں نے کانفرنس کے لئے ارسال فرمائے تھے۔ بعدہ مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت نے بعنوان جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد اور مخالفین کے اعتراضات پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد آر کے مہاجن پردھان نگر پریشد نور پور نے جماعت احمدیہ ہماچل کو کانفرنس منعقد کرنے کی مبارک باد دی۔ اور جناب راج دیر بھدر سنگھ صاحب سابق وزیر اعلی ہماچل کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہ ہماچل کے ایک مشہور سوامی فقیر چند صاحب جن کے اڑھائی لاکھ سے زائد مرید ہیں وہ اس کانفرنس میں اپنے سو سے زائد مرید مرد و زن کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے اور جماعت احمدیہ کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا۔

آخر پر مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد بھارت نے صدارتی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ پرگرام اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالی نے اس بستی میں جماعت احمدیہ کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کا افتتاح مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے فرمایا

کانفرنس کے موقع پر دو روزہ ایلو پیتھی اور ہومیو پیتھی مفت کیمپ لگایا گیا جس سے ایک ہزار سے زائد مریضوں نے فائدہ اٹھایا۔ اس کے لئے مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب بنگالی، مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب اور ان کے ساتھیوں نے خدمات پیش کیں۔ اسی طرح ایک بک سٹال بھی لگایا گیا۔

کانفرنس کے انعقاد کی خبریں ریڈیو شملہ اور ٹی وی شملہ سے نشر کی گئیں۔ اور مختلف کثیر الاشاعت اخبارات میں جلسہ سے پہلے اور بعد میں بھی کانفرنس کی خبریں شائع کی گئیں۔

• کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں مکرم مولوی یوسف انور صاحب مدرس جامعہ احمدیہ قادیان مکرم مولوی بشارت احمد حیدر صاحب اور مقامی جماعت کے سب مرد و زن نے بڑی محنت سے خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح ہماچل کے جملہ مبلغین و معلمین کرام اور داعیان الی اللہ نے بھی بڑی مستعدی سے کام کیا اللہ تعالی سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

(محمد نذیر مبشر مبلغ انچارج صوبہ ہماچل)

گورنر ہماچل پردیس کا پیغام

डा० सूरज भान
राज्यपाल,
हिमाचल प्रदेश।

राज भवन,
शिमला-171 002.

सत्यमेव जयते

संदेश

मुझे यह जानकर हार्दिक प्रसन्नता हो रही है कि अहमदिया मुस्लिम जमात द्वारा 28 अप्रैल, 2002 को ग्राम खजन, नूरपुर में एक सर्वधर्म सम्मेलन का आयोजन किया जा रहा है।

सभी धर्म मनुष्य मात्र की एकता तथा मानवता की सेवा का सन्देश देते हैं। सभी धर्मों का उद्देश्य सच्चाई, सादगी, ईमानदारी और सदाचार आदि गुणों को विकसित कर मनुष्य के जीवन को सुखी और खुशहाल बनाना है। मनुष्य–मनुष्य के बीच प्रेम और भ्रातृभाव पैदा कर मानव अस्तित्व को सार्थक बनाया जा सकता है। मुझे खुशी है कि अहमदिया मुस्लिम जमात इस दिशा में अच्छा कार्य कर रही है।

मेरा विश्वास है कि सर्वधर्म सभा के आयोजन से जहाँ विभिन्न धर्मों के प्रतिनिधियों को सार्थक विचार–विमर्श का अवसर प्राप्त होगा वहीं आपसी सद्भाव और सम्मान की भावना भी सुदृढ़ होगी। मैं सर्वधर्म सम्मेलन की सफलता के लिए अपनी हार्दिक शुभकामनाएँ देता हूँ।

सूरज भान
(सूरज भान)

وزیر اعلی ہماچل پردیس کا پیغام

हिमाचल प्रदेश

एलर्जली
शिमला – 171 002
ELLERSLIE
SHIMLA-171 002

MESSAGE

I am immensely happy to know that the Ahmadiyya Muslim Jamaat is celebrating All Religious Foundation Day at Village Khagan District Kangra, on 28th April, 2002.

The endeavours of the Jamaat in promoting the universal brotherhood and religious harmony is the need of the hour and is bound to strengthen the national integration.

I hope the pioneers' and scholars' assemblance on the occasion would give serious thought through their deliberations to make our mother earth a place where people of all faith, colour, cast and creed could co-exist amicably.

I wish the endeavours of Jamaat a grand success.

(Prem Kumar Dhumal)

دعائے مغفرت

مکرم شاہ خورشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ اردل بہار بعارضہ کینسر بیمار رہنے کے بعد گزشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی مغفرت بلندئ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

ظہیر آباد (آندھرا پردیس) میں تبلیغی مساعی

طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۷/اپریل ۲۰۰۲ کو ظہیر آباد سے چلکر پانچ کلو میٹر دور بمقام رینجول وفد پہنچا۔اس وفد میں خاکسار بکرم محمد مسیح الدین صاحب،بکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم انسپکٹر وقف جدید اور چند بچے شامل تھے۔بکرم توحید خان صاحب مقامی دوست نے رینجول اور ان احباب کو جو کہ 'کوہیر' اور 'گورج واڑہ' سے آئے ہوئے تھے اپنے مکان پر ایک کھلے ہال میں جمع کیا۔اور پردہ کی رعایت سے مستورات بھی موجود تھیں۔اس موقع پر مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔دوران گفتگو مکرم مولوی صاحب نے مسئلہ وفات مسیح ناصریؑ اور مسئلہ ختم نبوت بہت سہل اور بہترین انداز میں حاضرین کو سمجھایا۔تقریر کے بعد آپ نے احباب و مستورات کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے۔اس موقع پر شریف احمد صاحب بورہ بنڈہ (حیدرآباد) نے تبلیغی مہم میں وفد کے ساتھ تعاون دیا۔جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

آخر پر مکرم مولوی صاحب نے بیعت فارم پڑھ کر سنایا اور اس کی وضاحت کی۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 35 احباب و مستورات نے بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی سعادت پائی۔اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا خدمت دین کے سلسلہ میں اپنی رہنمائی اور تعاون کے ساتھ ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔اسی طرح مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب سابق امیر جماعت یادگیر بھی ہماری درخواست پر رینجول تشریف لے گئے اور نو احمدی احباب کو قیمتی نصائح سے نوازا اور ان کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔آمین۔☆☆☆ (اقبال احمد)

ظلمت کدوں میں روشنی کے مینار

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکیوں میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔اس سال خاکسار اور صوبائی سیکرٹری نے آندھرا پردیش کے کئی نومبائعین کے علاقوں میں تبلیغی و تربیتی دورے کئے اور اس دوران ہم نے محسوس کیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعووں کی صداقت گاؤں گاؤں قریہ قریہ ظلمت کدوں میں روشنی کے میناروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔اللہ پاک کی شان کریمی کے مظاہر قدم قدم پر بکھرے پڑے ہیں۔ویسے تو ہم نے خدا کی قدرت کے نظارے اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے روشن نشانوں کا جا بجا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے لیکن یہاں پر صرف ایک واقعہ بیان کرنا مقصود ہے۔یہ واقعہ مقام "ملا گوڑم" کا ہے جو کہ نومبائعین کا علاقہ ہے۔جب ہم اس گاؤں میں داخل ہوئے تو شاندار اسلامی نعروں سے ہمارا استقبال کیا گیا۔معلم صاحب کی بیوی نے تمام گاؤں کی عورتوں کو اپنے گھر پر جمع کر رکھا تھا۔ہم نے وہاں پر جلسہ منعقد کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف اور لجنہ کی تنظیم کی غرض و غایت بیان کی۔پھر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام یہاں عمل میں لایا گیا۔سبھوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں دین کی باتیں سیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔پھر جلسہ کے اختتام پر دعا کے بعد وہاں کی عورتوں نے احمدیت میں داخل ہونے کی داستان اس طرح سنائی کہ ہمارے گاؤں میں کوئی مسجد نہیں تھی ہمارے باپ دادا کے زمانے سے ایک عاشور خانہ تھا جس میں محرم کی پہلی تاریخ کو ہم سب گاؤں کے ہندو مسلمان مل کر حضرت علیؓ،حضرت فاطمہؓ،حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے پنجے بڑے اہتمام سے بٹھاتے اور پھر دس محرم تک ان پنجوں کو پھول مالائیں پہناتے۔اور پھر دس محرم کو بڑی دھوم دھام سے جلوس نکالا جاتا۔نماز،قرآن اور روزہ سے ہم بالکل واقف نہ تھے۔بس یہی ہمارا دین اسلام تھا۔پھر مولوی صاحب نے ہمیں بتایا کہ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔یہ بہت ہی مقدس ہستیاں ہیں اس طرح آپ لوگ ان کی ہتک کر رہے ہیں۔عورتوں نے مزید بتایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مولوی صاحب کی باتیں ہماری سمجھ میں آگئیں۔اب ہمیں تکلیف ہوتی ہے کہ ہم کئی برسوں سے گناہ کر رہے تھے اور شرک اور بدعت میں مبتلا تھے۔پھر ہم نے عاشور خانہ سے تمام پنجے نکال دئے اور عاشور خانہ کو مسجد بنا کر وہاں پانچ وقت اذانیں دی جانے لگیں۔غرض تمام عورتوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ ان کے گاؤں میں مسجد بنائی گئی اور دین اسلام سے انہیں واقف کروایا گیا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے۔اور دین اسلام کے لئے یہ مفید وجود بن سکیں۔☆☆☆

(محمودہ رشید صوبائی صدر لجنہ آندھرا)

تعلیم الاسلام احمدیہ انسٹیچوٹ ناصر آباد کشمیر میں

یوم والدین کی پروقار تقریب کا انعقاد

مورخہ ۵ مئی ۲۰۰۲ کو تعلیم الاسلام احمدیہ انسٹیچوٹ ناصر آباد میں یوم والدین کی پروقار تقریب منعقد ہوئی۔کثیر تعداد میں والدین،گرد و نواح کے غیر از جماعت تعلیم یافتہ معزز دوست،سکولوں کے نمائندگان،مقامی جماعت اور جماعت احمدیہ شورت کے خدام و انصار،گورنمنٹ ہائی سکول ناصر آباد کے نمائندگان،اخبار ہلال نو کے نمائندہ،ریڈیو کشمیر سرینگر شہر بین کے نمائندہ محمد مقبول ویرے،سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغین و معلمین تعلیم الاسلام جونیئر ونگ اور سینئر ونگ کے ایک ہزار طلباء و طالبات اسٹاف ممبران و ممبرات،اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جموں و کشمیر اس تقریب میں شرکت فرما ہوئے۔

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ جموں و کشمیر کی آمد پر تمام حاضرین احتراماً کھڑے ہو گئے بعدہ آپ ہی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا۔تاثرات،نظمیں،مزاحیہ پروگرام اور تقاریر ہوئیں۔مکرم مقبول ویرے صاحب نمائندہ ریڈیو کشمیر سرینگر اور پروگرام شہر بین کے انچارج نے جماعت احمدیہ کی مساعی کے تحت خوشنودی کا اظہار کیا۔اردو،انگریزی،ہندی اور کشمیری میں نظمیں اور تقاریر ہوئیں۔کاروائی ڈیڑھ بجے دن تک جاری رہی۔ڈیڑھ تا دو بجے تک وقفہ کیا گیا جس میں بچوں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور مہمانان کی تواضع کی گئی۔

وقفہ کے بعد دو بجے مکرم سرپر احمد صاحب لون صدر جماعت ناصر آباد و چیئرمین تعلیم الاسلام احمدیہ انسٹیچوٹ کی زیر صدارت دوسری نشست کا آغاز ہوا۔والدین اور غیر از جماعت مہمانان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔نیز گزشتہ سال کے ڈسٹنکشن ہولڈرز،بیسٹ ٹیچر،بیسٹ گرل آف دی سکول،بیسٹ بوائے آف دی سکول اور دیگر پروگراموں میں حصہ لینے والے طلبا و طالبات کو انعامات دئے گئے۔شام پانچ بجے اجتماعی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(سید امداد علی خادم سلسلہ ناصر آباد کشمیر)

ہوم منسٹر مدھیہ پردیس کی خدمت میں لٹریچر کا تحفہ

مورخہ ۱۸/مئی ۲۰۰۲ کو خاکسار اور مکرم غنی ماسٹر صاحب نومبائع آف تیندو کھیڑا نے جناب دیوان چندر بھان سنگھ ہوم منسٹر مدھیہ پردیس کی خدمت میں ان کے جنم دن کے موقع پر مٹھائی اور لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔نیز جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔موصوف نے خندہ پیشانی کے ساتھ تحفہ قبول کیا اور خوشنودی کا اظہار کیا۔

(حلیم احمد سرکل انچارج کریلی مدھیہ پردیس)

جماعت احمدیہ برنو ہماچل میں لجنہ اماء اللہ کا دو روزہ تربیتی کیمپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال مورخہ 2-3 اپریل کو جماعت احمدیہ برنو ہماچل میں نومبائعین مستورات کا تربیتی ایکمپ منعقد کیا گیا جس میں اونہ زون کی پندرہ جماعتوں کی 150 ممبرات لجنہ و ناصرات شامل ہوئیں۔قادیان سے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ بھارت تشریف لائیں جن کی زیر صدارت مورخہ ۲/اپریل کو اجلاس منعقد کیا گیا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے خطاب فرمایا اور اپنے خطاب میں مختلف تربیتی پہلو بیان کئے۔اس موقع پر مرکز قادیان سے تشریف لائے بزرگان مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد بھارت اور مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران ہماچل نے بھی تقاریر کیں۔ممبرات نے نظمیں،قرآن کریم کی سورتیں سنائیں،علاوہ ازیں دینی سوالات کا پروگرام منعقد ہوا۔تربیتی کیمپ میں شامل ہونے والی تمام مستورات نومبائعات تھیں۔دونوں روز قیام و طعام کا انتظام جماعتی طور پر کیا گیا تھا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دینی پروگرام کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

(محمد نذیر مبشر مبلغ انچارج ہماچل)

اعلان نکاح

مورخہ 2002-5-5 بروز اتوار مکرم محمد صالح صاحب ابن مکرم شیخ محمد رسول صاحب آف جمشید پور کا نکاح مکرمہ حفصہ خاتون صاحبہ بنت مکرم رفیق احمد صاحب احمدی آف بھدرک اڑیسہ کے ساتھ اکتالیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی شوکت انصاری صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک نے پڑھا۔جانبین کے لئے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اسماعیل احمد خان مبلغ سلسلہ بھاگلپور۔بہار)

درخواست دعا

عزیزم لئیق احمد جو کہ وقف نو میں شامل ہے اس کے گرتھ ہارمونز بننے،صحت و تندرستی،اعلیٰ تعلیم کیلئے نیز والدین اور اہلیہ کی صحت و تندرستی اور اپنے کاروبار میں نمایاں ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔(محمد رئیس صدیقی آف کانپور)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol:51 Wednesday 5th June 2002 Issue. No. 23

پاکستان میں سیاسی مُلّا اپنی سیاسی تحریکات کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرکے عوام کا جذباتی استحصال کرتے ہیں

ملا طاہر القادری کی خودساختہ کہانی کہ اسکی تحریک کو آنحضرتؐ سے منظوری ملی تھی اس کا نام بھی آنحضرت صلعم نے رکھا تھا

یہ وہی سیاسی تحریک ہے جسکو 1990ء کے انتخابات میں عوام نے گھاس تک نہیں ڈالی تھی

پاکستان کے سیاسی ملا اپنی خودساختہ تحریکات کو چلانے کیلئے عوام کے مذہبی جذبات سے کس حدتک کھیل جاتے ہیں، ذیل میں پاکستان کے ایک بلند پایہ مؤلف اور صاحب بصیرت نقاد خورشید احمد ندیم کے سنسنی خیز مضمون ''طاہر القادری مارکہ اسلام'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مضمون انکی تالیف ''اسلام اور پاکستان'' سے بشکریہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت ربوہ شائع کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے!

''پروفیسر صاحب کی فکر کا ایک اور پہلو جو نمایاں ہونے کی وجہ سے زیادہ خطرناک بھی ہے۔ ان کا الہامی اور بشارتی پہلو ہے۔ ''نابغہ عصر'' کے عنوان کے تحت ایک مضمون جو ان کی اکثر کتابوں میں دیباچے کی حیثیت سے شامل ہے، کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پروفیسر صاحب کی پیدائش سے پہلے نہ صرف اس ولادت کی بشارت دی گئی بلکہ نام کا انتخاب بھی آنحضرتؐ کی طرف سے ہوا۔ یہ سلسلہ یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہا۔ چنانچہ جب پروفیسر صاحب کی عمر تیرہ برس کی ہوئی تو آنحضرتؐ نے خواب میں آپ کے والد گرامی کو حکم دیا کہ ''طاہر کو ہمارے پاس لاؤ'' محمد طاہر نامی اس تیرہ سالہ نوجوان کی بارگاہ رسالت مابؐ میں یہ حاضری کس قدر عجیب تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلاوے کا مقصد پورا ہونے کی بشارت بھی خود ہی مرحمت فرمادی۔ محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا اور اسے ہر ایک میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ حاضری کی مکمل قبولیت اور اپنی خصوصی عنایات ونوازشات کی خوشخبری تھی۔'' (نابغہ عصر)۔ یہ دودھ کا پیالہ دد تحریک منہاج القرآن ہے جس کے چوتھے مرحلے پر سیاسی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ روحانی فیض کے لئے حضورؐ کے علاوہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی براہ راست رابطہ ہے جو تادم حاضر، قائم ہے۔ آج اگر انہوں نے شیخ طاہر علاؤالدین گیلانی قادری سے سلسلہ قادریہ کی بیعت کی ہے تو ''سیدنا غوث الاعظم'' کی روحانی ہدایت کے تابع ہوکر جو ایک استخارے کے نتیجے میں نصیب ہوئی۔ اپنی سیاسی جماعت کے قیام سے پہلے پروفیسر طاہر القادری صاحب نے مدینہ اور بغداد کا ایک سفر کیا۔ اس سفر کی غرض وغایت انہوں نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ ارشاد فرمائی کہ چونکہ اس تحریک کا آغاز حضورؐ کے حکم کے مطابق کیا گیا تھا، اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ فیصلہ کن قدم اٹھانے سے پہلے حضورؐ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اجازت لے لی جائے۔ چنانچہ ان دو بزرگوں نے نہ صرف اس کی اجازت دی بلکہ جماعت کے نام کی منظوری بھی عطا فرمائی۔

حضورؐ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لطف وکرم کا یہ سلسلہ صرف پروفیسر صاحب کی ذات تک محدود نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے آپ کے والد گرامی بھی ان کی عنایتوں سے مستفید ہوتے رہے ہیں اور یہ بزرگ اپنی وفات کے صدیوں بعد جسمانی طور پر آکر ان کی دادرسی کرتے رہے ہیں۔

مذہبی دنیا میں لوگوں کے جذباتی استحصال کا یہ طریقہ اگرچہ نیا نہیں لیکن سیاسی دنیا میں یہ اس نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔ مذہبی لوگوں نے اپنے آپ کو خدا کا قریبی اور واسطہ ثابت کرکے ہمیشہ سادہ لوح انسانوں کا استحصال کیا ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ مذہبی معاملات میں لوگوں پر ہمیشہ قرآن وسنت اور عقل واستدلال کے دروازے بند رکھے گئے لیکن سیاسی میدان میں اس مکتبِ فکر کے لوگوں نے بھی اس طرح کی کوئی کاوش نہیں کی تھی۔ یہ غالبًا دنیا کی پہلی سیاسی جماعت تھی جس کا آغاز حضورؐ کے حکم سے ہوا اور اس کے مختلف مرحلوں کی منظوری بھی آپؐ نے عطا کی۔ صحابہ کرام کے دور میں بھی اس کی کوئی مثال موجود نہیں کہ رسول اللہؐ نے اپنی رحلت کے بعد براہ راست کسی معاملے میں کوئی مداخلت فرمائی ہو۔ لشکرِ اسامہ کی روانگی کے معاملے میں دو آراء پیدا ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد کے مسئلے میں جھگڑا پیدا ہوا لیکن ہر مسئلے کو شوریٰ کے اصول کے مطابق باہمی مشورے کی بنیاد پر حل کیا گیا اور اگر کسی کے موقف کو صحیح مانا تو محض اس کے استدلال کی بنیاد پر۔ کسی نزاع میں کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ ''صاحبو! تم سب خاموش ہو جاؤ۔ ابھی حضورؐ کو بلا لیتے ہیں۔ وہ خود ہی یہ فیصلہ کریں گے۔'' یا ''مزار شریف پر حاضری دے کر رہنمائی حاصل کرلیتے ہیں''۔ یہ اسلام کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ کسی سیاسی مسئلے کے حل کے لئے اور کسی ریاستی معاملے کے سلجھاؤ کے لئے حضورؐ نے براہ راست مداخلت کی ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہی ہوا کہ اختلافی مسائل کے لئے قرآن کے اس ارشاد کہ ''تمہارے درمیان کسی مسئلے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو''۔ اور رسول اللہ کے اس فرمان

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اپنی سنت۔ تم جب تک ان پر قائم رہوگے، بھٹکوگے نہیں''۔ کی طرف رجوع کیا گیا اور انہی دو ماخذوں کی بنیاد پر اجتہاد کیا جاتا رہا۔

علاوہ ازیں یہ مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضورؐ ایک سیاسی جماعت کے قیام کا حکم دیں، اس کے نام کی منظوری دیں اور اس کی حکمتِ عملی کے مختلف مراحل کے لئے اوقات کا تعین بھی فرمائیں تو ایک مسلمان کے پاس اس بات کا کیا جواز ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس جماعت سے الگ بھی رکھے اور ساتھ ہی اسلام کا بھی نام لیوا ہو۔ جو جماعتیں پہلے سے اسلام کی بنیاد پر قائم ہیں اس برہان کے آجانے کے بعد ان کے وجود کی کیا حیثیت ہوگی؟ پروفیسر طاہر القادری صاحب ایسے فرد اور جماعت کے لئے کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے؟

یہ بات بھی ہمارے علم میں ہے کہ حضورؐ کسی معاملے میں کوئی ہدایت فرمائیں یا کوئی نصیحت کریں تو اصطلاحًا وہ حدیث ہے۔ اس حوالے سے ادارہ منہاج القرآن کے قیام کا حکم ہو یا ''طاہر کو ہمارے پاس لاؤ'' جیسا کوئی جملہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہو تو وہ حدیث قرار پائے گا۔ اب یہ کام اصحاب جرح وتعدیل کا ہے کہ وہ فورًا ان روایات کی طرف توجہ دیں اور ان کے مقام کے تعین کے بعد انہیں صحاح ستہ میں کہیں جگہ دیں۔ علامہ طاہر القادری صاحب کی ثقاہت پر انگلی اٹھانا چونکہ ممکن نہیں، لہٰذا مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں صحیحین میں درج کرنا چاہئے تاکہ آنے والے دور کے لوگ اس ''علمی سرمائے'' سے محروم نہ رہ جائیں۔ اسی ضمن میں یہ سوال بھی اٹھے گا کہ اگر کوئی فرد زبانی یا عملی طور پر ''ان احادیث'' سے انکار کردے تو اس ''منکر حدیث'' کے لئے کیا حکم ہے؟''

(صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵)

یہ تحریک کس درجہ ناکامی ونامرادی کا شکار ہو چکی ہے؟ اس کی تفصیل جنابِ ندیم کے الفاظ ہی میں ملاحظہ ہو۔

''۱۹۸۵ء کے اواخر میں جب ادارہ منہاج القرآن کا قیام عمل میں آیا اور درس قرآن اور درس تصوف کے سلسلوں کا آغاز ہوا تو ایک عام آدمی اس بات سے بے خبر تھا کہ یہ قافلہ سیاست کی سنگلاخ وادی میں جانکلے گا۔ بہر حال چار سال بعد جب پاکستان عوامی تحریک کی بنیاد رکھی گئی تو موچی دروازہ لاہور میں منعقدہ 'تاسیس انقلاب کانفرنس' میں جوش وخروش دیدنی تھا تاہم سیاست کے **بے رحم حقائق نے ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں اس روحانیت کے تاروپود بکھیرے تو حسرت ویاس کا عالم بھی قابل دید تھا۔**

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

پروفیسر طاہر القادری نے غلبہ دین کے لئے جو حکمت عملی اختیار کی......اس کی حکمت عملی کا چوتھا مرحلہ تھا جس کے بعد اسلامی انقلاب ناگزیر ہو جاتا ہے جو اُن کے تخمینے کے مطابق ۲۰۰۰ء تک برپا ہونا تھا۔ ہم نے اُسی وقت یہ عرض کردیا تھا کہ اس حکمت عملی کے تحت کچھ اَور ہو تو ہو لیکن **اسلامی انقلاب کا بہر حال کوئی امکان نہیں''** (صفحہ ۱۰۰)

☆☆☆

(''اسلام اور پاکستان'' سنگ میل پبلیکیشنز لاہور)

الفت الفت کہتے ہیں پر دل الفت سے خالی ہے
ہے دل میں کچھ اور منہ پر کچھ دنیا کی ریت نرالی ہے
یاں عالم ان کو کہتے ہیں جو دیں سے کورے ہوتے ہیں
جب دیکھو بھیڑیا نکلے گا جو بھیڑوں کا رکھوالی ہے
(کلام محمود)